مسلسل اشاعت کا چوبیسواں سال

فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آل عمران)

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل رجسٹرڈ

اسلامی جمہوریہ پاکستان

E.mail: marifraza@hotmail.com

نائب مُدیر
حکیم قاضی محمد طفیل عابد جلالی

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے . ایم . زاھد

سرکولیشن
محمد فرحان الدین قادری

کمپوزنگ
محمد کاشف خان

سیکریٹری اشتہارات
سید محمد خالد قادری

دائرے میں سرخ نشان
ممبرشپ ختم ہونے کی علامت ہے
زرتعاون ارسال فرماکر مشکور فرمائیں

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ، سالانہ 150 روپیہ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبرشپ -/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400)، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com
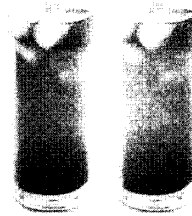
([illegible] آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی..........وقت کی اہم ضرورت

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جب تک آپ کے ہاتھوں میں ''معارف رضا'' اکتوبر کا یہ شمارہ پہنچے گا، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ مہینوں میں سے شعبان المعظم کا نصف اول گزر چکا ہوگا اور اس کے نصف آخر میں آپ اس کے دوسرے منتخب ماہ، رمضان المبارک کے استقبال کی تیاریوں میں بصورت نفلی عبادات، روزوں اور شب بیداری میں مشغول ہوں گے۔ شعبان المعظم اسلامی تقویم کا آٹھواں مہینہ ہے اور اسے ''شعبان'' اس لیئے کہا جاتا ہے کہ اس (نفلی) روزہ رکھنے والے کے لئے اتنی خیر کثیر نکلتی ہے کہ وہ جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہوجاتا ہے۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کا مقصد جیسا کہ قرآن حکیم نے بیان کیا ہے ''لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ'' یعنی دنیاوی زندگی میں پرہیز گاری کا حصول ہے۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے اور اس نے ایسے جامع اصول اور عبادات پیش کی ہیں کہ انسان اپنی حیاتِ مستعار کے ہر لمحے اور ہر جذبے میں خدا کی پرستش کر سکے اور اپنے مقصدِ حیات کے حصول کی خاطر حیاتِ فانی کا لحظہ لحظہ اس کے فرستادہ نبی آخر، سید عالم، محبوب مکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اور ان کی محبت کے ساتھ اطاعتِ الٰہی میں بسر کر کے اپنے خالق ومولیٰ کی رضاجوئی حاصل کر سکے۔ رمضان المبارک کا مہینہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ومحتشم ﷺ سے تجدیدِ عہدِ وفا اور اپنے نفس کے احتساب وتربیت کا ہے۔

ملت اسلامیہ کا المیہ یہ ہے کہ ہم نے خود احتسابی اور پرہیز گاری کا یہ سبق بھلا دیا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان پسندیدہ مہینوں کی عبادات وریاضیات کا مطلوب ومقصود ہے اور اسی وجہ سے ملکی اور عالمی ہر سطح پر ہمارا شیرازہ بکھر چکا ہے حالانکہ ماضی قریب میں تقریباً ایک صدی قبل تک نصف سے زیادہ دنیا اہل سنت وجماعت کے زیرِ نگیں تھی اور دشمنانِ اسلام، کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ ہمارے اتحاد اور قوت وطاقت سے لرزہ براندام تھے۔

مسعود ملت، ماہر رضویات قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی حفظہ اللہ الباری کی شخصیت اہل سنت وجماعت کے ایک محقق ومصنف کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ایک مدبر کی حیثیت سے بھی عالم اسلام میں معروف ہے۔ اہل سنت کے مختلف دھڑوں میں ان کی غیر جانبداری مسلم بلکہ ان کی ذات والا صفات ایک حَکَم کی حیثیت ہے۔ انہوں نے اہل سنت وجماعت کی شیرازہ بندی کے لئے نہایت جامع، مفید، کارآمد اور قابل عمل تجاویز نہایت دل سوزی اور حمایت دین حنیف کے جذبے کے ساتھ پیش کی ہیں۔ اگر بغور دیکھا جائے تو آج سے تقریباً پون صدی قبل ملت اسلامیہ کے عظیم مفکر عبقری وقت مجدد ملت طاہرہ شیخ الاسلام امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان نے فرنگیوں کے ہندوستان پر تسلط اور سنی اسٹیٹ سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے زوال کے وقت برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں اور ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لئے وقتاً فوقتاً جو تجاویز پیش کی تھیں درج ذیل عبارات انہی کا عطر مجموعہ ہیں اور اسی جذبۂ اخلاص کے ساتھ قلمبند کی گئی ہیں۔ ہم مسعود ملت کے شکریئے کے ساتھ انہی کے الفاظ میں قارئین کرام کی نذر کرتے ہیں جو یقیناً علماء ومشائخ اور عمائدین اہل سنت کے لئے ایک دعوتِ فکر وعمل اور ظلمتکدۂ حالات کی بند سرنگ میں اہل سنت کے لئے امید کی ایک نئی کرن ہے:

''ملت کی شیرازہ بندی وقت کی اہم ضرورت ہے، فقیر اگرچہ کبھی اہلسنّت وجماعت کی عملی سیاست میں شریک نہیں ہوا لیکن جب ملت کی کشتی منجدھار میں

ہوتو خاموش رہنا مناسب نہیں۔ فقیر سمجھتا ہے کہ اس دنیا میں جو آیا ہے اس کو خلوص کے ساتھ اپنے تجربات و مشاہدات اور محسوسات دوسروں تک منتقل کر دینا چاہیے کہ آنے والوں کے کام آئیں اور جانے والے کی زندگی آنے والوں کے لیے کارآمد ہو۔ اسی جذبے کے تحت چند افکار پریشاں پیش کر رہا ہوں:

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے باہمی اتحاد و اتفاق کے لیے غیر مشروط عفو و درگزر سے کام لیا جائے اور قرآن کریم کی ان آیات پر عمل کیا جائے:

ا......جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ (شوریٰ:۴۰)

ب......اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ہمت کے کام ہیں۔ (شوریٰ:۴۳)

ج......معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو۔ (اعراف:۱۹۹)

د......تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (زمر:۵۳)

اس خیال کے از سر نو تعمیر کی جائے کہ برصغیر اور دنیا بھر میں اہلسنت ہی اکثریت میں ہیں......ایک تعمیر شدہ مکان کی قدر و قیمت ہوتی ہے مگر ایک محل یا قلعے کے بکھرے ہوئے سنگ وخشت کے انبار کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ تعمیر شدہ مکان کو دیکھنے کے بجائے ہمت و حوصلے سے محل تعمیر کیا جائے اور اہل سنت کو ہر قیمت پر متحد کیا جائے۔ یہ کام اخلاص عمل اور عاجزی و انکساری سے ممکن ہے۔

اہل سنت سپریم کونسل کا قیام ضروری ہے، ہر صوبے سے اراکین کا انتخاب ہو، جن کا درجہ مساوی ہو کیونکہ عہدوں کا نشہ کبھی کبھی گمراہ کر دیتا ہے۔ ہر صوبے کے راکین کونسل کی اکثریت کا فیصلہ متفقہ سمجھا جائے۔ سپریم کونسل کے ساتھ ساتھ صوبائی کونسل اور ضلعی کونسل بھی تشکیل دی جائے، اراکین کا انتخاب کرتے وقت قرآن کریم کی روشنی میں درج ذیل خوبیوں کو پیش نظر رکھا جائے۔

۱- عالم باعمل اور صحت مند ہو:

ان سے ان کے نبی نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے، بولے، اسے ہم پر بادشاہی کیوں کر ہوگی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی، فرمایا، اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی۔ (بقرہ:۲۴۷)

۲- محبت و عشق رسول ﷺ سے مالا مال ہو:

اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ (توبہ:۲۴)

۳- دل و جان سے اطاعت رسول ﷺ پر آمادہ ہو:

''اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم کو حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔'' (نساء:۶۵)

۴- عفو و درگزر کے لیے تیار رہو مصیطر (داروغہ) نہ ہو:

''معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو'' (اعراف:۱۹۹)

''تو تم نصیحت سناؤ، تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو، تم ان پر کڑوڑا نہیں''۔ (غاشیہ:۲۱-۲۲)

۵-صاحب اخلاص ہو، جو کام کرے اللہ و رسول ﷺ کی خوشنودی کے لیے کرے:

''تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں، بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے''۔ (شوریٰ:۲۴)

''اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے'' (شعراء:۱۰۹)

''اور میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے''۔ (شعراء:۱۲۷)

''اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے''۔ (شعراء۱۴۵)

''اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے''۔ (شعراء:۱۶۴)

''اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے''۔ (شعراء:۱۸۰)

''میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو، میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے''۔ (سبا:۴۷)

۶-اپنے قوی دشمن سے کسی مہم میں تعاون نہ کرے:

(جو بیرون خانہ ہم سے بنا تا ہے، اندرون خانہ اپنوں کے ساتھ رہتا ہے)

''اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں''۔ (بقرہ:۱۴)

۷-دل میں بدگمانیوں کی پرورش نہ کرے:

''اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ (حجرات:۱۲)

۸-جو کام کرے باہمی مشاورت سے کرے حاکمانہ خو بو سے بیزار ہو:

''اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو، بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں''۔ (آل عمران:۱۵۹)

۹-کسی عہدے کا طلب گار اور خواہش مند نہ ہو، نہ اس کے لیے دوڑ دھوپ کرے، محض رضائے الٰہی کے لئے کام کرے اور دنیا کی طلب سے بیزار ہو:

''اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے''۔ (بقرہ:۲۰۷)

☆☆☆

مالی معاملات میں احتیاط نہایت ضروری ہے۔ سادگی اور کفایت کا اصول اپنایا جائے، اسراف اور تبذیر سے بچا جائے:

۱.....صوبائی اور ضلعی کونسل کے اراکین وممبران کے یے لازم کیا جائے کہ وہ کم از کم ایک سو روپے ہر ماہ مالی کمیٹی میں جمع کرائیں اور رسید حاصل کریں۔

۲.....کونسل کے اراکین وممبران سے ماہانہ جمع شدہ رقم کا پچاس فیصد صد سپریم کونسل کے خزانے میں بھیج دیا جائے، جس کا حساب اس کے ذمہ ہوگا۔

۳.....سپریم کونسل کے اراکین اپنے اپنے حلقوں میں اپنے اثر ورسوخ سے فنڈ مہیا کریں اور دیانت کے ساتھ سپریم کونسل فنڈ کی مالی کمیٹی میں جمع کرا کر رسید حاصل کریں، اس فنڈ کا حساب کتاب سپریم کونسل کے ذمہ ہوگا۔

۴......آمد وخرچ کا ماہانہ حساب مع ضروری کاغذات سپریم کونسل کے سامنے پیش کیا جائے۔

۵......سالانہ حساب کی ایک رپورٹ بنا کر خاص خاص معاونین کو بھی روانہ کردی جائے تو بہتر ہے۔

☆☆☆

۱......اسلاف کرام اور اکابر کی تخفیف وتحقیر سے گریز کیا جائے۔

۲......خودنمائی اور تصویر کشی وغیرہ سے بچا جائے کہ خودنمائی سے مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جو باہمی نفرت پر منتج ہوتا ہے۔

۳......ماہانہ مجلّہ یا بلیٹن کا باقاعدہ اجراء کیا جائے، جس میں کونسل کی کارکردگی کی تفصیلات پیش کی جاتی رہیں۔

۴......شعبۂ تحقیق قائم کیا جائے، جس میں معاندین اہلسنّت کی دہشت گردیوں کی گزشتہ دوسو برس کی تاریخ مرتب کی جائے۔

۵......دنیائے عرب سے شائع ہونے والی جدید مطبوعات کی (اصل کتب سے تقابل کر کے) اغلاط وتحریفات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

۶......اہلسنّت کے قابل افراد کے اعداد وشمار اور ان کے سوانحی کوائف مہیا کیے جائیں تا کہ بروقت ملازمتوں کے لیے کوشش کی جائے۔

۷......منصوبہ بندی کے تحت ہر محکمے کے لیے اہل افراد تیار کیے جائیں اور ان کی بھرتی کے لیے بھرپور کوشش کی جائیں۔

۸......عمارات سے زیادہ افراد کی تعمیر میں توانائیاں صرف کی جائیں۔

۹......جغرافیائی، لسانی، قبائلی، خانقاہی، شخصیاتی عصبیوں کو دفن کر دیا جائے اور اخوت اسلامی کو اپنایا جائے۔

''مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو'' (حجرات: ۱۰)

علماء ومشائخ اہلسنت اپنی مثالیں قائم کریں۔

۱۰......گوشہ نشین حضرات اپنے اپنے گوشوں سے رہنمائی فرمائیں اور اہلسنّت کے لیے ظاہری اور باطنی ترقی کے لیے اپنی اپنی قابل عمل تجاویز عنایت فرماتے رہیں۔

۱۱......جن حضرات کو اللہ نے بہت کچھ عطا فرمایا ہے وہ عطائے ربانی سے حسب توفیق سپریم کونسل کے خزانے میں اپنا حصہ عنایت فرمائیں۔

۱۲......فقیر کے خیال میں جب تک متقی دین داروں کے ہاتھ میں زمام حکومت نہیں آئے گی دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا، علمائے حق بہترین خلائق ہیں اور علمائے سوء بدترین خلائق۔

۱۳......اہل سنّت کی ایک پاک باز اور فعال جماعت دردمندی کے ساتھ اراکین حکومت کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو، ان کی طرف سے غفلت سخت مہلک ہے۔

''تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو''۔(آل عمران: ۱۱۰)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے''۔

(آل عمران: ۱۰۴)

اگر ہم قرآن حکیم پر دل سے عمل کریں اور حضور انور ﷺ کی سیرت پاک کو اپنی زندگی کے لیے نمونہ بنائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم متحد نہ ہوں۔ اتحاد واتفاق کے لیے اقوال واعمال اور جذبات واحساسات وخیالات کو قرآن وسنت کے تابع کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اتحاد ممکن نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل ہم کو بھائی بھائی بنادے، جس طرح عہد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھائی بھائی بنایا تھا۔''

معارف قرآن
تفسیر رضوی*

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ

لَاتَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِیُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْاَبْنَآءَ ھُمْ اَوْاِخْوَانَھُمْ اَوْعَشِیْرَتَھُمْ ط اُوْلٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَاالْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْعَنْہُ ط اُوْلٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ط اَلَآاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥

''تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ انکے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے خدا اور رسول ﷺ سے مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہو، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کردیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ہمیشہ رہیں گے ان میں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں سنتا ہے، اللہ والے ہی مراد کو پہنچے''۔

اس آیتِ کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے، مسلمان اس سے دوستی نہ کرے گا، جس کا صریح یہ مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کا قطعاً عام ہونا بالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی عزیز سب کو گنایا یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظم یا کیسا ہی تمہیں بالطبع محبوب ہو ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے اس کے وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ ہوگے۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کا اتنا فرمانا ہی مسلمان کے لئے بس تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ ورسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان نقش کردے گا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ کی بشارتِ جلیلہ ہے کہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا۔

۲---- اللہ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

۳---- تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے، خدا والے ہو جاؤ گے،

۵---- منہ مانگی مرادیں پاؤ گے، بلکہ امید وخیال وگمان سے کروڑوں درجے افزوں۔

۶---- سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا،

۷---- یہ کہ فرماتا ہے میں تم سے راضی، تم مجھ سے راضی۔ بندے کے لئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کردے تو واللہ کہ مفت پائیں، پھر زید وعمرو سے علاقۂ تعظیم ومحبت یک لخت قطع کردینا کتنی بڑی بات ہے جس پر اللہ تعالیٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرمارہا ہے اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآن کریم کی عادتِ کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو پست ہمت نعمتوں کی لالچ میں نہ آئیں سزاؤں کے ڈر سے راہ پائیں وہ عذاب بھی سن لیجئے۔

اللہ مزید ارشاد فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ الَاتَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَ کُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوْ الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ (پ۱۰، ع۹، سورۃ التوبہ)

* ماخوذ از تمہید ایمان، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

''اے ایمان والو! اپنے باپ اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے رفاقت کریں وہی لوگ ستم گار ہیں''

اور فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ (الیٰ قولہ تعالیٰ) تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ط وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ج یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ج یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ط وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا، تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے، قیامت کے دن تم مین اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دے گا کہ تم میں ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آ سکے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

''جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو بیشک وہ ان ہی میں سے ہے، بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو''

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہی فرمایا تھا، اس آیۂ کریمہ نے بالکل تصفیہ فرما دیا کہ جو اس سے دوستی رکھے وہ بھی ان ہی میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا ابھی یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں۔ اب وہ رسی بھی سن لیجیے جس میں رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مزید ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ۱۰، ع۱۴، سورۃ التوبہ)

''وہ جو رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے''

اور فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝

(پ۲۲، ع۴، سورۃ الاحزاب)

''بیشک جو لوگ اللہ و رسول اللہ (ﷺ) کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے''

اللہ عزوجل ایذاء سے پاک ہے اسے کون ایذاء دے سکتا ہے مگر حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذاء فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ ﷺ کے بدگویوں سے محبت کا برتاؤ کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے۔

۱---وہ ظاہے، ۲---گمراہ ہے ۳---کافر ہے

۴---اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۵---وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔

۶---اس نے اللہ واحد قہار کو ایذاء دی،

۷---اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمان اے مسلمان اے امتی سید الانس والجان ﷺ خدارا! ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترکِ علاقہ کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے اللہ مددگار ہو، جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو تو خدا سے راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم گمراہ کافر جہنمی ہو، آخرت میں خوار ہو، خدا کو ایذاء دے، خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہیہات ہیہات کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ ساتھ چھوڑنے کے ہیں، مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا، وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سن چکے الم احسب الناس، کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے، امتحان نہ ہوگا؟

۳- دین حق

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

﴿گذشتہ سے پیوستہ﴾

(۱۳)فضیلت کا مدار ایمان وعمل ہیں

(۴۷) عن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه إن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال:

إنَّ أنْسابَكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِسِبابٍ عَلٰى أحَدٍ، وَإنَّمَا أنْتُمْ آدَمُ كَطَفِّ الصَّاعِ أنْ تَمْلَؤُهُ، لَيْسَ لِأحَدٍ فَضْلٌ عَلٰى أحَدٍ إلَّا بِالدِّيْنِ أوْعَمَلٍ صَالِحٍ۔ (الزلال الانقی ۱۹۰)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''بیشک تمہارا یہ نسب کسی کیلئے گالی نہیں، تم تو آدم کی اولا دہو پیانے کی طرح جو بالکل ہموار کر کے بھرا گیا۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں مگر دین یا عمل صالح کے سبب''

(۱۴)سواد اعظم کی پیروی کرو

۴۸-عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال؛ رسول الله صلى الله عليه وسلم:

لايَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الأمَّةَ عَلَى الضَّلالَةِ أبَداً وَقالَ: يَدُاللّٰهِ عَلَى الْجماعَة ، فاتَّبِعُوا السَّوادَ الأعْظَمَ ، فَإنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے بڑے گروہ کی پیروی کرو، جو اس سے جدا ہوا وہ جہنم میں جدا ہوا''۔ (اظہارالحق الجلی ص۳۶)

(۳)امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ہر شخص جانتا ہے کہ مسلمانوں کا بڑا گروہ مقلد ہے۔ غیر مقلدین نہایت قلیل ہیں، حجۃ اللہ البالغہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ ان چار مذہب کی تقلید درست ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اگر کوئی اسکا مخالف ہے بھی تو ایسا کہ وہ کسی گنتی شمار میں نہیں۔ (اظہارالحق الجلی ص۳۶)

(۱۵)ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی

۴۹-عن أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَامَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَاتِيَ أمْرُاللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذَالِكَ (فتاویٰ رضویہ، ۹/۱۶۳)

امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''میری امت کا ایک گرہ ہمیشہ حق پر رہے گا، انکو وہ لوگ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے جو رسوا کرنا چاہیں گے اور نہ کسی کی مخالفت سے کوئی فرق پڑے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) کی نشانیاں پوری ہو جائیں گی اور وہ اس پر قائم رہیں گے''۔ (۱۲م)

(۱۶)غنی کے سامنے انکساری نقصان دین کا سبب

۵۰-عن بعض الصحابة رضي الله تعالىٰ عنه قال؛ قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم:

مَنْ تَواضَعَ لِغَنِيِّ لِأجَلِ غَناهُ ذَهَبَ ثُلُثَادِيْنِه (ذیل المدعا ۱۴۱)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث تلخیص امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو کسی غنی کیلئے اس کے غنا کے سبب تواضع کرے اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے''۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

وجہ یہ ہے کہ مال دنیا کیلئے تواضع روبخدا نہیں۔ یہ حرام ہوئی اور یہی تواضع لغیر اللہ ہے، اور علم دین کیلئے تواضع روبخدا ہے، اس کا حکم آیا اور یہ عین تواضع للہ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اسی کو بھول کر وہابیہ اور مشرکین افراط تفریط میں پڑے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ۔(ذیل المدعا ص۱۴)

حوالہ جات

(٤٧) المسند لاحمد بن حنبل ١٤٥/٤

☆ المعجم الكبير للطبراني، ٢٩٥/١٧

مجمع الزوائد للهيثمي، ٨٣/٨

☆ جمع الجوامع للسيوطي، ٦٣٠٠

الترغيب والترهيب للمنذري، ٦١٢/٣

☆ كشف الخفاء للعجلوني، ٤٥١/٢

كنزالعمال للمتقي، ١٣٠٠ ٦٢٠/١

(٤٨) المستدرك للحاكم، ١١٥/١

(٤٩) الجامع الصحيح للبخاري،

☆ كتاب فرض الخمس، ٤٣٩/١

السنن لابی داؤد،

كتاب الجهاد، باب فی دوام الجهاد ٣٣٦/١

(٤٩) الصحيح لمسلم، الامارة ١٤٣/٢

☆ تاريخ دمشق لابن عساكر، ٦٥/١

الجامع للترمذي، الفتن، ٤٢/٢

☆ السنن لابن ماجه، المقدمة، ٢/١

الجامع الصغير للسيوطي، ٥٧٩/٢

☆ المسند لاحمد بن حنبل، ١٠٤/٤

مجمع الزوائد للهيثمي، ٢٨٧/٢

☆ كنزالعمال للمتقي، ٣٤٥١ ١٦٥/١٢

الشفا للقاضي، ٦٥٥/١

☆ المستدرك لحاكم، الفتن، ٥٥٠/٤

السلسلة الصحيحة للالباني، ٢٧٠

(٥٠) الدر المنثور للسيوطي، ١٥٧

☆ كشف الخفاء للعجلوني، ٣٣٤/٢

الاسرار المرفوعة للقاري، ٣٣٩

☆ تذكرة الموضوعات للفتني، ١٧٥

☆☆☆

معارف القلوب
گزشتہ سے پیوستہ

اظہار تمنا کے انداز

آدابِ دعا اور اسبابِ اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی: مولانا عبدالمصطفےٰ رضا عطاری

بستم-۲۰: سجدے میں۔

قولِ رضا: حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

''بندہ اس سے زیادہ کبھی اپنے رب سے قریب نہیں ہوتا،
سجدے میں دعا زیادہ مانگو''۔

بست ویکم-۲۱: بعد تلاوت قرآن مجید۔

بست ودوم-۲۲: بعد استماعِ قرآن شریف۔(۱۵۸)

بست وسوم-۲۳: وقتِ ختمِ قرآن کریم۔

قولِ رضا: خصوصاً قاری کے لئے بہ ارشادِ حدیث شریف، ایک دعا ضرور مستجاب ہے۔

بست وچہارم-۲۴: جب مسلمان جہاد میں صف باندھیں۔

بست وپنجم-۲۵: جب کفار سے لڑائی گرم ہو۔

بست وششم-۲۶: آبِ زمزم پی کر۔

قولِ رضا: حدیث میں فرمایا! **زمزم لما شرب له** ''زمزم اس لئے ہے جس لئے پیا جائے''۔ **صححه الامام ابن الجوزی** یعنی جس نیت سے پیا جائے وہ حاصل ہو۔ صحیح حدیث میں ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے قبل ظہور اسلام مہینہ بھر صرف آبِ زمزم پیا۔ مکہ میں پوشیدہ تھے، کچھ کھانے کو نہ ملتا۔ تنہاء اس مبارک پانی نے کھانے پانی دونوں کا کام دیا اور بدن نہایت تروتازہ وفربہ ہوگیا۔

بست وہفتم-۲۷: جب روزہ افطار کرے۔

بست وہشتم-۲۸: مینہ برستے میں۔

بست ونہم-۲۹: جب مرغ اذان دے۔

قولِ رضا: یہ سب اوقات حدیث میں آئے ہیں اور مرغ بولنے کے باب میں ارشاد ہوا ہے کہ ملائکۂ رحمت کو دیکھ کر بولتا ہے۔ اس وقت اللہ کا فضل مانگو۔ فقیر اس وقت یہ دعا مانگتا ہے۔

يَاذَا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ صَلِّ عَلٰى فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِ الْعَظِيْمِ (۱۵۹)

سیم-۳۰: مجمع مسلمانان میں۔

قولِ رضا: علماء فرماتے ہیں:

''جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں، ان میں ایک ولی اللہ ضرور ہوگا''

سی ویکم-۳۱: ذکر خدا اور رسول کی مجلس میں۔

قولِ رضا: صحیح حدیث شریف میں ہے کہ ان کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔

سی ودوم-۳۲: مسلمان میت کے پاس، خصوصاً جب اس کی آنکھیں بند کریں۔

قولِ رضا: یہاں بھی حدیث شریف میں آیا کہ اس وقت نیک ہی بات منہ سے نکالو، کہ جو کچھ کہو گے، فرشتے اس پر آمین کہیں گے۔

سی وسوم-۳۳: وقتِ رقتِ دل۔

قولِ رضا: نبی ﷺ سے حدیث میں ہے:

''رقتِ قلب کے وقت دعا غنیمت جانو، کہ وہ رحمت ہے''

اخرجه الديلمي عن ابي بن كعب رضي الله عنه

سی وچہارم-۳۴: سورج ڈھلتے۔

قولِ رضا: حدیث میں ہے، اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ نیز حدیث حسن بطرقہ میں فرمایا جب سائے پلٹیں اور ہوائیں چلیں تو اپنی حاجات عرض کرو کہ وہ ساعت اوّابین کی ہے۔ رواہ الدیلمی وابونعیم عن ابن ابی اوفی رضی

(ماخوذاز: اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَيْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ)

اللہ عنہ۔

سی وپنجم-۳۵: رات کو سونے سے جاگ کر۔

قولِ رضا: حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

جو رات کو سوتے سے جاگے، پھر کہے:

لا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ○ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔(۱۶۰)

اس کے بعد **اللهم اغْفِرلِيْ** (۱۶۱) کہے

یا فرمایا! دعا مانگے، قبول ہو اور اگر وضو کر کے دو رکعت پڑھے، نماز مقبول ہو۔

رواه البخاری وابوداؤد الترمذی والنسائی وابن ماجة عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه

سی وششم-۳۶: بعد قرأت سورۂ اخلاص

وغير ذالک

قولِ رضا: یہ وہ اوقات ہیں کہ حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اب نو فقیر زائد کرتا ہے۔

سی وہفتم-۳۷: رجب کی چاند رات۔

سی وہشتم-۳۸: شب برأت۔

سی ونہم-۳۹: شب عید الفطر۔

چہلم-۴۰: شب عید الضحیٰ، **ابن عساکر عن ابی امامة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ خمس ليال لاترد فيهن الدعوة اول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان وليلة الجمعة وليلة الفطر وليلة النحر** ۔(۱۶۲)

چہل ویکم-۴۱: رات کی پہلی تہائی۔

چہل ودوم-۴۲: رات کا پچھلا ثلث۔

چہل وسوم-۴۳: اذان سننے میں بعد **حَيَّ عَلَى الْفَلاحَ**۔

چہل وچہارم۴۴: تلاوت سورۂ انعام میں دو اسم جلالت کے مابین یعنی آیۂ کریمہ:

مَثْلَ مَااُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ○ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهُ ○ (۱۶۳)

میں دونوں لفظ اللہ کے درمیان دعا کرے۔

چہل وپنجم-۴۵: قرأت صحیح بخاری شریف میں جب اسمائے اصحاب بدر پر پہنچے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت مصنف علام قدس سرہ کا وہ چھتیس ذکر کر کے وغیر ذلک فرمانا خود بتاتا تھا کہ انہیں میں حصر نہیں اور بھی ہیں۔ تو فقیر کا یہ نو بڑھانا اسی کلمہ وغیر ذلک کی شرح تھی اور ہنوز حصر نہیں۔ (۱۶۴)

وفضل الله اطيب واكثر والحمدلله رب العلمين .(۱۶۵)

حوالہ جات

(۱۵۸) دلجمعی اور توجہ سے تلاوت قرآن سننے کے بعد۔

(۱۵۹) اے بڑے فضل والے! اپنے فضل عظیم یعنی مصطفیٰ کریم ﷺ پر رحمت نازل فرما، میں تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔

(۱۶۰) اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے بادشاہت ہے۔ سب خوبیاں اسی کو اور وہ ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے۔ سب خوبیاں اسی کو اور اسے پاکی ہے اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے اور بغیر اس کی تائید کے برائی سے بچنے کی کچھ قدرت نہیں اور نا ہی نیکی پر کچھ قوت۔

(۱۶۱) اے اللہ عزوجل! میری مغفرت فرما۔

(۱۶۲) ابن عساکر نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ سے روایت کیا کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ رجب کی پہلی یعنی چاند رات اور شب نصفِ شعبان یعنی شعبان المعظم کی پندرہویں شب اور شبِ جمعہ اور شبِ عید الفطر اور شبِ نحر یعنی ذوالحجۃ الحرام کی دسویں شب۔

(۱۶۳) جیسا اللہ کے رسول کو ملا، اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ (سورالانعام، آیت ۱۲۴، ترجمہ: (کنزالایمان)

(۲۶۴) یعنی ایسا نہیں کہ قبولیت کے تمام مواقع جمع کر لیئے گئے ہوں، بلکہ مذکورہ اوقات کے علاوہ اور بھی ہو سکتے ہیں۔

(۱۶۵) اور اللہ عزوجل کا فضل سب سے عمدہ و کثیر ہے اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

اُسوۂ حسنہ کے چراغ

مرتب: علامہ سید آل حسنین میاں قادری برکاتی*

﴿۱۴۷﴾ مسلم شریف میں ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ہاتھ اٹھا کر رو رو کر امت کے حق میں دعا فرمارہے تھے کہ جبرئیل امین نے حاضر ہوکر رونے کا سبب پوچھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم کو اپنی امت کا غم رلا رہا ہے۔ جبرئیل امین نے بارگاہ الٰہی میں جاکر یہی عرض کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ میرے محبوب سے کہدو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ ارشاد نازل ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک ایک امتی دوزخ میں رہا میں راضی نہ ہوؤں گا۔

﴿۱۴۸﴾ نبی اکرم ﷺ کا عصائے مبارک حضور ﷺ کے سینہ اقدس تک لمبا تھا اس کے نیچے لوہے کا گولا بھی تھا جس سے بوقت ضرورت استنجا کے لئے ڈھیلا بھی توڑا جاسکتا تھا اور جنگل میں نماز پڑھنے کے وقت سامنے گاڑ کر سترہ کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

﴿۱۴۹﴾ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور حضرت عبداللہ بن سلام جیسے یہودی عالم ایمان سے مشرف ہوئے تو ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام سے پوچھا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ علماء یہود و نصاریٰ ان محبوب ﷺ کو ایسا جانتے پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو۔ اے عبداللہ تم بھی تو یہودی عالم تھے ذرا اس معرفت کی کیفیت تو بیان کرو۔

معارف اسلام
(اسلامی معلومات کا خزانہ)

حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قسم کھائی جاتی ہے کہ حضور ﷺ کو ہم اپنے بیٹوں سے زیادہ جانتے پہچانتے ہیں کیونکہ بیٹے کے متعلق تو یہ گمان ہوسکتا ہے کہ اس کی ماں نے خیانت کی ہو مگر حضور کے متعلق تو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

﴿۱۵۰﴾ تفسیر صاوی میں ابو طالب کے اشعار نقل کیے گئے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:
''میں یقین سے جانتا ہوں کہ مجھے مصطفیٰ ﷺ کا دین سارے دینوں سے بہتر ہے اگر مجھے ملامت کا خوف اور قوم کے طعن کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہ دین ضرور قبول کرلیتا۔ اے محمد! آپ اپنا کام بخوبی انجام دیتے جایئے جب تک میں قبر میں دفن نہ ہوجاؤں تب تک یہ کفار آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں اور مجھے اچھی چیز کی طرف بلا رہے ہیں مگر ملامت کے خوف سے میں اسلام قبول نہیں کرسکتا۔

﴿۱۵۱﴾ ابو جہل کا دوست اخنس ابن قیس ایک بار اسے تنہائی میں لے گیا۔ بولا، ابوجہل! سچ بتا کہ محمد ﷺ سچے ہیں یا نہیں۔ سچ بول دے میں کسی سے کچھ نہ کہوں گا۔ ابوجہل بولا وہ بالکل سچے ان کی زبان سے جھوٹ کبھی نہیں نکلا۔ میں اس لیے انہیں نہیں مانتا کہ ان کے خاندان یعنی قصی ابن کلاب میں پہلے ہی سے بہت سے عظمتیں جمع ہیں اگر

---

*(سجادہ نشین: آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا)

نبوت بھی ان میں پہنچ جائے گی تو دوسرے قریشوں کے لیے کیا بچے گا۔

﴿۱۵۲﴾ سرور عالم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اولاد کی دعا دی تو ان کا گھر اولاد سے بھر گیا۔ ان کی وفات کے وقت ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد سو سے زیادہ تھی۔

﴿۱۵۲﴾ ایک بددین حضور اکرم ﷺ کے پیچھے دل لگی میں لنگڑا کر منہ بنائے بات ناک پر رکھے چل رہا تھا، آپ نے منہ پھیر کر فرمایا تو ایسا ہی ہو جا وہ بالکل ویسا ہی ہو گیا۔

﴿۱۵۴﴾ جب حضور ﷺ نے طائف والوں کو تبلیغ فرمائی تو وہاں کے سردار ابن عبد یالیل ابن عبد کلال نے بہت گستاخی کی۔ جبرئیل امین علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے اسماعیل کے ساتھ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، رب تعالیٰ نے اس فرشتے کو بھیجا ہے آپ حکم دیں اخشوین پہاڑ ملا دیئے جائیں جس سے یہ لوگ دانوں کی طرح پس جائیں۔ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے فرمایا نہیں یہ لوگ زندہ رکھے جائیں اگر یہ ایمان نہ بھی لائے تو ان کی اولاد ایمان لے آئے گی۔

﴿۱۵۵﴾ مفسرین کرام کا قول ہے کہ قیامت کا دن صرف حساب کے لئے نہیں۔ اس دن اور کام بھی ہوں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے تمام بندوں کا حساب بہت تھوڑے وقت میں ہو جائے گا۔ چار گھنٹہ یا اس سے بھی کم وقت میں اور دن ہے پچاس ہزار سال کا۔ باقی وقت میں حضور ﷺ کی شان کا اظہار ہوگا۔

﴿۱۵۶﴾ کسی مست حال سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام کیوں ہوئے پورے سو کیوں نہ ہوئے۔ علماء ومشائخ اس کی بہت باریک وجوہ بیان کرتے ہیں مگر اس مست نے کہا سو کا عدد اپنے محبوب ﷺ کے لئے خالی رکھا گیا کیونکہ حضور انور ﷺ خود اسم اللہ ہیں۔

﴿۱۵۷﴾ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عبد ہے مگر حضور ﷺ عبدہ ہیں۔ عبدہ اور عبد میں چند طرح فرق ہے۔ (۱) عبد وہ جو اللہ کی رضا چاہے، عبدہ وہ کہ اللہ اس کی رضا چاہے۔ (۲) عبد وہ جو اپنی عبدیت پر ناز کرے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، عبدہ وہ جس کی عبدیت پر قدرت ناز کرے رب خود فرمائے میں محمد کا رب ہوں۔ (۳) عبد وہ کہ اس کی شان رب سے ظاہر، وعبدہ وہ کہ رب کی شان اس سے ظاہر ہو۔ (۴) عبد وہ کہ جو کسی کے لئے بنے، عبدہ وہ جس کے لئے دوسرے بنیں۔ (۵) عبد وہ جو رب سے ملنا چاہئے، عبدہ وہ کہ رب اس سے ملنا چاہے (۶) عبد وہ جو رحمت رب کے پاس جائے، مگر عبدہ وہ کہ رحمت رب اسے تلاش کرے اس کے پاس آئے۔ (۷) عبد وہ کہ جو کچھ نہ ہو، عبدہ وہ جو کچھ نہ ہو کر بھی سب کچھ ہو۔ (۸) عبد وہ جو کسی کے لئے بنے، عبدہ وہ جس سے سب کچھ بنے۔ (۹) عبد وہ جو اپنے کام کا خود ذمہ دار ہو، عبدہ وہ جس کے ہر کام کی رحمت رب ذمہ دار ہو۔ (۱۰) عبد وہ کہ کرنا بھی اس کا ہو اور کام بھی اس کا، عبدہ وہ کہ کرنا تو اس کا ہو مگر کام رب کا ہو۔

﴿۱۵۸﴾ حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی اور حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ چالیس جنتی مردوں کی قوت عطا کی گئی تھی۔ اور ترمذی میں ہے کہ جنت کے ایک مرد کو دنیا کے سو مردوں کے برابر قوت ہوگی اس حساب سے حضور اقدس ﷺ کو دنیا کے چار ہزار مردوں کے برابر قوت دی گئی تھی۔ اس قوت سے قوت جماع مراد ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری *

آدمیت کے فخر و نے کا سب سے چمکتا ہیرا...... انسانی سعادت کے آسمان کا سب سے درخشاں سورج اگر کوئی شئے ہے تو وہ ہے کسی انسان کا ''عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' ہونا...... یہ وصف مجموعۂ حسن نہیں، بلکہ منبع محاسن ہے...... یہ خوبی ہر کس و ناکس کو میسر نہیں آتی...... یہ کسی بوالہوس کا مقدر نہیں، بلکہ

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

اس کی تحصیل کے لئے اپنی ہستی کو مٹانا...... رضائے محبوب پر گوہر آرزو کو لٹانا پڑتا ہے...... خوشی ہو یا غم...... کرب ہو یا طرب...... ہر لمحہ اس کی نظر محبوب کے جاں بخش تبسم کی منتظر ہوتی ہے...... اس کے لئے حاصل کائنات بس یہ ذوق جنون ہوتا ہے کہ اس کی ایک ایک ادا محبوب کی ادا کی عکاس ہو...... اس طرح جب وہ اپنی بقا کے جسم پر فنا کی قبا زیب کر لیتا ہے تب جا کر حسرتوں کی قوس قزح...... تمناؤں کا کوہ نور...... منعم حقیقی کی بارگاہ سے انعام و اکرام کا تمغہ اسے حاصل ہوتا ہے، اور خلق خدا بے ساختہ عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم لقب سے پکارنے لگتی ہے...... اب وہ درد عشق میں ناز دوا نہیں اٹھاتا، بلکہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء کرتا ہے کہ ع

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا

کسی کو عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا صاف مطلب ہے کسی بھی قسم کے داغ نقص و عیب سے اس کا دامن منزہ ماننا...... گویا کہ وہ آئینہ سیرت رسول کریم ہے...... و مظہر صاحب خلق عظیم ہے...... اس کا وجود، اب اس کا نہیں بلکہ تجلی محبوب کا فانوس ہے...... اس کا دل اس کا نہیں ہے، محبوب کا حریم ناز ہے...... اس کی آنکھیں اس کی نہیں ہیں، جلوۂ محبوب کا آئینہ خانہ ہیں......

کاخ عشق کا پہلا زینہ علم ہے اور دوسرا عمل، اور جہاں علم عمل دونوں باہم گلوگیر ہو جاتے ہیں وہاں سے منزل عشق کی ابتدا ہوتی ہے...... یہ بات ہم سب کے دائرۂ مشاہدہ میں آتی رہتی ہے کہ کسی کے پاس علم کا نور و ظہور ہے مگر عمل کا جذبہ و کیف نہیں...... علم و عمل دونوں کی یکسوئی و یکجائی ہے مگر درد عشق کی چبھن نہیں...... انیسویں اور بیسویں صدی میں یہ شرف بدرجہ اتم امام احمد رضا کو حاصل تھا کہ ایک طرف آپ علم و عمل کے تمام گوشوں اور شعبوں کے حاوی و جامع تھے تو دوسری طرف عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت لازوال سے مالا مال...... ان کی جلوت ہو یا خلوت...... سکون ہو یا حرکت...... تقریر ہو یا تحریر...... گفتار ہو یا کردار...... عبادت ہو یا ریاضت...... بس عشق ہی عشق کے دھارے چلتے تھے...... محبت ہی محبت کے تارے کھلتے تھے...... جس دور میں امام احمد رضا نے علم کے جلال...... عمل کے جمال...... اور عشق کے کمال کا جوہر دکھایا تھا وہ دور ایسا غافل...... بیباک اور ستم گر تھا کہ مسلمانوں کے بدن سے روح محمدی نکالنے کی فکر حکومتی سطح پر اپنے شباب پر تھی، اور تعجب کی جا ہے کہ اس ناقبل معافی تلافی جرم میں کچھ گندم نما جو فروش، صاحبان جبہ و دستار، انگریزوں کے شانہ بہ شانہ برابر کے شریک تھے جن سے کسی صورت دین سے دغا، اور مسلمانوں سے ایسے بھی جفا کی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ مگر سبز باغ کی پیش کشی کے پس منظر، عاقبت نااندیشی کا طوفان

☆ استاذ تاج الاسلام عربک کالج شانتی نگر میسور، انڈیا، مصنف پی ایچ ڈی مقالہ...... امام احمد رضا خاں اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایسے زوروں پر تھا کہ بھاری بھرکم شخصیتیں بھی زرد پتوں کی طرح اڑی چلی جارہی تھیں... علم سسک رہا تھا...... عمل بلک رہا تھا...... مگر عشق جوکہیں دور سے یہ سارا دلدوز منظر دیکھ رہا تھا، لومتہ لائم سے بے نیاز، امام احمد رضا کی شکل میں کارزار حیات وکائنات میں کود پڑا...... آپ نے زندگی کا نصب العین...... بندگی کی حقیقی روح...... دین ودنیا کی کامیابی کا سرچشمہ...... خوشنودئی خدا اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کا آخری ذریعہ صرف عشق رسول کے فروغ وتبلیغ کو قرار دے کر متاع فکر وخیر کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا...... وہ جس قدر ہدف ملامت بنتے تھے اتنا ہی محبت رسول کا پھریرا بلند سے بلند تر ہوتا چلا جاتا تھا۔ ان کے رنگ عشق اور آہنگ وفا نے عالم اسلام کے مسلمانوں کی سیرت کے خاکہ کو گل وگلزار کیا ہے...... انگریزیت ووہابیت کی کاری ضرب سے منتشر اور ٹوٹے بکھرے ماحول کو عشق رسول کے مرکز ثقل پر متحد کیا ہے...... نظری ظلمت کی گلیوں...... اور تعصب کی تنگناؤں سے نکل کر اجمیر وبغداد اور کربلا ونجف کی شاہراہوں سے گزرتے ہوئے سیدھے شہر شفاعت نگر جاتی ہوئی...... جذبۂ خلوص وایثار میں سرشار آپ کی یہ تحریک عشق ووفا بحمدللہ کامیاب رہی...... خیالات کی دنیا میں روحانی انقلاب آیا...... انکار کے شبستان میں نورانی سحر کا اجالا پھیلا...... تصورات کی بنجر زمین پر عقیدت کے پھول لہلہائے...... قلوب واذہان یاد مدینہ وجان سکینہ میں تڑپنے اور مچلنے لگے...... اور لوگوں نے گنبد خضرا کی سنہری چھاؤں میں ابدی لذتیں محسوس کیں...... ایک بندۂ مومن کی اس سے بڑھ کر فیروزمندی اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ دہر میں اسم محمد سے اجالا کرنے کا غیر مسخر حوصلہ رکھے...... اور قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے......

امام احمد رضا کے پاس عشق رسول کی وہ توانائی تھی جس سے آپ عالم کی طنابیں کھینچ رہے تھے...... گھر بیٹھے بیٹھے آفاق کی تسخیر کر رہے تھے...... اسی عشق کی فولادی قوت سے سنگلاخ زمین پر علم کے چمنستان آباد کر رہے تھے...... عمل کے آسمان پر حسن عمل کی کہکشاں سجا رہے تھے...... عشق رضا کی یہ وہ جلوہ سامانی...... نور افشانی...... پرتو فگنی...... اور کیف بارانی ہے جس نے آپ کو جہانگیری سے جہانبانی کے مقام پر ایسا فائز کر دیا کہ جس طرح کوئی حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''محمد'' کے بجائے ''مذمم'' کہہ کر اپنے آپ کو جھٹلاتا ہے، ویسے ہی ان کو ''عاشق مصطفیٰ'' کہہ کر الزام تراشی کرنے والا اپنا منہ آپ چڑاتا ہے...... عاشق رسول کوئی یونہی نہیں ہوجاتا۔

ع

جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

اس کے لئے جتنے اور جیسے عناصر ولوازم کی ضرورت ہے، فیاض اول نے وہ تمام علی وجہ الکمال آپ کو بخش دیا تھا...... ان کی سیرت کے سنجیدہ قاری کا حاصل مطالعہ یہی ہوتا ہے کہ امام احمد رضا کا ضمیر ہی عشق مصطفیٰ ﷺ کے خمیر سے تیار ہوا تھا......

دین کی حفاظت وخدمت کے لئے جس دور میں جیسی ضرورت ہوتی ہے قادر مطلق ویسا ہی انتظام فرماتا ہے، اس دور میں دین کے تحفظ وصیانت کے لئے صرف عالم وعامل ہونا کافی نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ ہونا لازمی تھا، چوں کہ علم بھی تیرگی وقت سے فریب خوردہ ہوسکتا ہے...... عمل بھی مصلحت اندیش ہوسکتا ہے مگر یہ عشق ہے جو بے خطر آتش نمرود میں کود پڑتا ہے۔ اس لئے اگر امام احمد رضا صرف عالم وعامل ہوتے، اور عاشق رسول نہ ہوتے تو ہرگز ہرگز پیش آمدہ مہمات ومعارک کو سر نہ کرسکتے تھے، یہ عشق رسول کی جنوں خیزی اور قوت تسخیری تھی جس نے آپ کو ہر محاذ پر سرخ رو اور بامراد کیا...... اور آپ سے تن تنہا اتنا کام لیا کہ بڑی سے بڑی تحریک...... بڑا سے بڑا ادارہ بھی اتنا اور ویسا متنوع اور ٹھوس کام نہیں کرسکتے تھے...... جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ از شرق تا غرب، ازعجم تا عرب، آپ کے خورشید عظمت کی روشنی پھیلتی چلی گئی...... اور اب تو آپ کی ذات کی نسبت [illegible] مت بن چکی ہے......

بانیِ منظرِ اسلام اورتحریکِ اصلاحِ ندوہ

از: ڈاکٹر محمد سرتاج حسین رضوی*

(۱۹) جناب مولوی محمد عتیق احمد صاحب نائب دبیر انجمن اسلامیہ پیلی بھیت،

موصوف مولوی محمد عتیق صاحب پیلی بھیت میں اصلاح ندوہ میں اہم کردار ادا کر رہے تھے اس کارواں میں حافظ پیلی بھیتی بھی سرگرم عمل تھے۔ جس کا اظہار ان دنوں مکتوب میں کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عالی جناب فیض مآب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدکم

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ استفتا و رسالجات مرسلہ سامی جناب مولوی حافظ شوکت علی خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ کے ذریعہ سے مجھ کو اور ہم سب کو نام بنام پہنچے۔ آج ندوہ کو اس سے اطلاع کرتا ہوں کہ بریلی کے جلسہ میں ہم سب جب شریک ہوں گے اور دوسروں کو شریک کریں گے۔ کوشش کریں گے کہ ندوہ اصلاح ضروری کرے۔

محمد عتیق احمد ۱۰ رشوال ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علما، شمارہ ۱۱۹۔۸۰)

(۲۰) بعد سلام مسنون عرض بعد ندوہ بریلی جمعہ اول کو جامع مسجد پیلی بھیت میں مولوی پشاوری صاحب اور مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پور نے نکاح بیوگان کے بیان میں ندوہ کی مدح و تائید بھی کی۔ جناب کی نسبت کلمات ناملائم استعمال کئے جو سخت ناگوار ہوئے بیان کے ختم پر اس حرکت نامناسب کی نسبت جو میں نے مناسب جانا کہہ سنایا۔

پھر شاہ سلیمان صاحب تشریف لائے ان سے عرض کیا گیا کہ اول میں ایسا ہو چکا ہے جو غیر مناسب ہے تو انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کہا۔ ہمیشہ اخبار میں خلاف امور شائع کرائے گئے ہیں۔ ۲۵ رذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

محمد عتیق احمد

(ایضاً شمارہ ۱۲۰، ص ۸۰۔۸۱)

(۲۱) عالی جناب فضیلت مآب جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بعد ادب وسلام مسنون عرض ہے کیفیت ارسال شرائط از انجمن پیلی بھیت بدفتر ندوۃ العلماء ذاتی طور پر باجازت انجمن ارسال خدمت ہے۔

محمد عتیق احمد

۱۱ رمحرم الحرام ۱۳۱۴ھ

شرائط رفع اختلافات علماء نسبت اصلاح ندوۃ العلماء مجوزہ نائب دبیر انجمن اسلامیہ پیلی بھیت جلسہ ۱۳۱۳ھ منعقدہ ۲۰ رشوال۔ چنانچہ مولوی صفدر علی خاں صاحب پشاوری رکن قسم اول ندوہ و رکن انجمن پیلی بھیت، جناب مولوی خلیل الرحمٰن خاں صاحب ایضاً۔

جناب مولوی عبد اللطیف صاحب ایضاً۔

جناب حافظ ولایت احمد صاحب رکن قسم دوم ندوہ ایضاً،

کے دستخط ثبت ہیں اور جناب حاجی حافظ قاضی خلیل الدین حسن صاحب حافظ پیلی بھیتی رکن ندوہ انجمن کی رائے لے لی تھی۔ (ایضاً شمارہ ۱۲۱، ص ۸۱۔۸۲)

(۲۲) والا نامہ جناب مولوی وصی احمد محدث سورتی شاگرد رشید مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری و مفتی محمد لطف اللہ صاحب صدر ندوہ مقیم پیلی بھیت۔

امام الدہر و ہمام العصر عالم ربانی و فاضل حقانی بحر العلوم مولانا وسیدنا مولوی احمد رضا خاں دام ظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مطالعہ استفتا دربارۂ ندوہ سے مستفیض ہوا کیا لاجواب جو آپ نے نافذ فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ عنی وعن سائر اہل السنۃ خیر الجزاء میری تحریر کا کوئی اثر ہونا بظاہر ممکن نہیں معلوم ہوگا مگر آج میں نے بڑی شد و مد کی تحریر روانہ کردی

*(ایڈوکیٹ، ہائی کورٹ و سپریم کورٹ بریلی شریف)

(بشکریہ: ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، شمارہ جون ۲۰۰۴ء)

ہے، آپ دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ نتیجہ حلویہ مرتب کرے اور ان کی عنان کو حق کی طرف منعطف کرے۔ آمین، یارب العالمین۔

وصی احمد

۱۔۲رشعبان ۱۳۱۱ھ از پیلی بھیت

(ایضاً شمارہ ۱۹۲، ص ۱۰۷)

(۲۳) دیگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے سابق کے عریضہ میں نظر فیض اثر سے گزارنا تھا کہ جناب ناظم صاحب پر میری تحریر کا کوئی اثر نہیں پڑنے کا مگر ان کو متنبہ کروں گا۔ چنانچہ میں نے ایک عریضہ ان کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے یہ عنایت کی کہ فوراً جواب دیا الفاظ اس کے بعینہٖ مرقوم ذیل ہیں۔

عزیز وصی احمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محبت نامہ نے پہنچ کر مسرور کیا آپ کا غصہ یا خفگی چونکہ خلوص کی وجہ سے ہے اس لئے مجھے مسرت ہوئی ہے۔ بریلی کی انجمن اسلامیہ نے دعوت جلسہ اور مولوی احمد رضا خاں کے خلاف ان کو کیا اور مولوی خلیل الزماں صاحب وغیرہ نے بھی کیفیت دریافت کی اراکین اب تک اسی بات پر ہیں کہ بریلی میں جلسہ ہونا چاہئے دیکھئے کیا ہو۔

اصل حال یہ ہے کہ ناظم صاحب برائے نام ہیں قابو اور ہی لوگوں کا ہے اراکین موجود میں کوئی خوش عقیدہ نہیں جو خوش عقیدہ تھے مانند شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی وغیرہ یہ لوگ بھی ندوہ کی حرکتوں سے متنفر ہو کر اب کی سال سے علیحدہ ہو گئے ہیں باقی ماندہ اراکین میں سب سے اول درجہ کے شبلی معتزلی ہیں اور دوسرے درجہ کے مولوی خلیل الرحمٰن صاحب سہارنپوری، مولانا شبلی نے ان کو لکھا ہے کہ جس طرح ہو ندوہ کا جلسہ بریلی ہی میں ہونا چاہئے۔

وصی احمد حنفی از پیلی بھیت

۱۱رشعبان ۱۳۱۳ھ

(ایضاً شمارہ ۱۹۳، ص ۱۰۸)

(۲۴) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ایک رکن رکین ندوہ تشریف فرمائے پیلی بھیت ہوئے۔

حضور مولانا عبدالقادر صاحب کی شان میں سخت ناجائز گستاخیاں کرتے ہیں، عین میں نے سب پوچھا تو کہنے لگے کہ وہ ندوہ کی مخالفت کرتے ہیں، میں نے کہا کہ آخر کیوں مخالفت کرتے ہیں کوئی وجہ تو ضرور رکھتے ہوں گے، کہنے لگے کہ صرف...... کی وجہ سے تاکہ ہم...... میں نے کہا تو ایسے مولویوں کو منظور ہونا چاہئے جو مولویت کے ذریعہ سے اوقات بسر کرتے ہیں اور جن کو خدا نے بندوں سے مستغنیٰ کیا ان کو ایسی نفسیانیت کی کیا ضرورت اور یہ دونوں صاحب اللہ کی عنایت سے خلق اللہ سے مستغنیٰ ہیں۔ ان دونوں کا منشا یہ ہے کہ امور ناجائز سے جلسہ پاک ہو۔ اللہ کی قدرت کہ اسی گفتگو میں ان کا مکنون خاطر انہیں کی زبان خطابیان سے ظاہر ہو گیا۔

کہنے لگے ان کا منشا یہ ہے کہ غیر مقلد جلسہ سے الگ کر دیئے جائیں سو یہ نہیں ہوسکتا۔ اس واسطے کہ آج تو غیر مقلدوں کو نکلوائیں گے اور کل ہم لوگ جلسہ میں بدعت کا رد کریں گے۔ اس وقت کہیں گے ان کو بھی جلسہ میں شریک کرنا جائز نہیں۔ میں نے کہا آپ اس کے کب مجاز ہیں جو بر سر جلسہ بدعت کا رد کریں۔ ندوہ کا تو ایمان یہی ہے کہ کوئی کسی کا رد نہ کرے جب آپ کو یہ حق نہیں کہ رد بدعت کریں تو آپ کیوں نکالے جائیں گے، آپ مطمئن رہیں آپ جلسوں کے لطف سے ضرور محظوظ ہوں گے۔ اس پر وہ مبہوت ہوئے اور الحمدللہ کچھ جواب نہ دے سکے۔

وصی احمد حنفی

۶رمضان ۱۳۱۳ھ

(ایضاً شمارہ ۱۹۴، ص ۱۰۸۔۱۰۹)

نوٹ: مندرجہ بالا نامہ میں ندوۃ العلماء کا اصلی ناپاک چہرہ نظر آرہا ہے وہ اہلسنت وجماعت کو مرعوب کر کے اپنے باطلانہ نظریات پوری قوم مسلم پہ مسلط کرنا چاہتے تھے۔

(۲۵) دیگر

میں نے حسب ارشاد صواب بنیاد محض نظر خیر خواہی اسلام تدابیر اصلاح میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا حتیٰ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو حضور کی ملازمت کے لئے آمادہ کیا بلکہ ان سے عہد وثیق لیا چنانچہ تاریخ روانگی سے بھی میں حضور کو اطلاع دے چکا مگر افسوس کے باوجود وعدہ شاہد مقصود منصۂ ظہور پر جلوہ گر نہ ہوا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

وصی احمد حنفی از کان پور

۱۵رشوال ۱۳۱۳ھ

(ایضاً شمارہ ۱۹۵، ص ۱۰۹)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
گوجرہ میں انوار و تجلیات کی بارش
27 ستمبر 2004 بروز پیر شریف
بعد از نماز عشاء
بمقام ڈاک خانہ روڈ نزد اپنا سپورٹس گوجرہ
امام احمد رضا خان کانفرنس
زیر صدارت
شہزادہ اعلیٰ حضرت
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت علامہ مولانا
الشاہ الحاج محمد سبحان رضا خان صاحب
سبحانی میاں
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ آف بریلی شریف
قاری محمد بشیر احمد چشتی
افتخار احمد رضوی
حافظ خلیل سلطان اشرفی
لاہور
حاجی سرفراز احمد چشتی
قاری عبدالرحمن خان قادری
بریلی شریف انڈیا
استقبال
سید وجاہت رسول شاہ
کراچی
الداعی تحریک فروغ درود و سلام گوجرہ
04651-516984
0300-6560525

معارفِ رضویات

ایں رہِ نعت است نہ صحرا

دوسری قسط

پروفیسر ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی *

اتنے واضح ارشادات وحقائق کی روشنی میں علامہ اقبال کی نگاہ باخبر نے حضور پاک ﷺ کے لیے صفت ''اول'' استعمال کی ہے۔

اس طرح آپ کے اسمِ صفت ''آخر'' کے لیے یہ دلیلیں ملاحظہ ہوں:

(۱) تخلیق میں اول اور دیگر محاسن وفضائل میں سب پر فائق ہونے کے باوصف آپ کی بعثت ورسالت آخر میں ہوئی۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہے:

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

''لیکن آپ کے رسول اور آخری نبی ہیں''

(۲) کتابوں میں آپ کی کتاب قرآن کریم آخری اور تمام ادیان میں آپ کا دین آخری ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا نحن آخرون السابقین (یعنی تمام سبقتوں کے باوجود بعثت میں ہم آخر ہیں) مزید اطمینان کے لیے ایک حدیث پاک بھی نقل کی جاتی ہے جس سے حضور انور ﷺ کے صفاتی ناموں میں اول وآخر کے ساتھ ساتھ خود ظاہر و باطن ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اور اس طرح سورۂ حدید کی مذکورہ بالا آیت ھو الاول ھو الآخر......الخ کی تفسیر بھی ہو جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز جبرئیل آئے انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور پھر کہا! السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا ظاہر، السلام علیک یا باطن۔ میں نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ تو خالق کی صفت ہے تو انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ! خود اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو انہی الفاظ میں سلام کروں۔ بیشک اس نے اسی صفت سے آپ کو بزرگی عطا فرمائی ہے اور تمام انبیاء ومرسلین پر یہ خصوصیت بخشی ہے اور اپنی صفت سے آپ کی صفت مشتق فرمائی اور آپ کا نام اول رکھا کیونکہ آپ تخلیق کے اعتبار سے اول الانبیاء ہیں اور آپ کا نام آخر رکھا کیونکہ آپ زمانے کے اعتبار سے آخر الانبیاء ہیں اور امتوں کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کا نام باطن رکھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام آپ کے اب، حضرت آدم کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے، جس کی کوئی غایت وانتہا نہیں، ساق عرش میں نور احمر سے لکھ رکھا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اسی طرح آپ کو سلام کروں تو میں نے ہزاروں سال آپ پر درود بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشیر ونذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا اور آپ کا نام ظاہر رکھا کیونکہ اس نے آپ کے زمانے میں آپ کو سارے ادیان پر غالب کیا اور آپ کی شریعت وفضیلت سے آسمان وزمین دونوں کو واقف کرایا تو کوئی ایسی شئے نہیں جس نے آپ پر درود وسلام نہ بھیجا ہو تو آپ کا رب محمود اور آپ محمد ہیں اور آپ کا رب اول وآخر، ظاہر وباطن ہے اور آپ بھی اول وآخر ظاہر وباطن ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شکر اس خدا کا جس نے مجھے تمام انبیوں پر فضیلت دی۔ یہاں تک کہ میرے نام اور صفات میں بھی''۔

(امتناع النظیر، ص ۲۲۵)

اس بحث کو میں جناب ابوالخیر کشفی کی اس رائے پر ختم کرتا ہوں:

''اکثر ذہنوں میں اول وآخر سے خلش ہوتی ہے لیکن یہ
الجھن ہماری پیدا کردہ ہے۔ حضور ﷺ خلق میں اول ہیں
اور رسالت میں آخر'' (نعت رنگ، شمارہ ۹، ص ۳۵)

اب اہل نظر غور فرمائیں کہ اقبال نے نعت رسول میں غلوئے عقیدت سے کام لیا ہے یا خود ناقد محترم کی چشم غلط بیں کا فساد ہے۔ کلیم صاحب

*ڈیپارٹمنٹ آف اردو، بہار یونیورسٹی، مظفر آباد، بہار (انڈیا)

کے اعتراضات کی فہرست بہت طویل ہے مندرجہ بالا مباحث کی روشنی میں آپ ان کے دینی مطالعے کی سطحیت اور محدودیت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اسی طرح کی ایک اور عبرتناک مثال ملاحظہ ہو:

امام عشق ومحبت امام احمد رضا بریلوی کا شعر ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

اس کے بارے میں پاکستان کے دانشور جناب ابوالخیر کشفی رقمطراز ہیں:

''رسول اللہ ﷺ مالک کے حبیب ہیں مگر مالک نہیں ہیں، حکم اور امر صرف اللہ کا ہے اور اللہ کے لیے ہے۔ الفاظ کے معانی اپنے ماحول اور محل استعمال سے بدل جاتے ہیں۔ حضور ﷺ روز جزا کے مالک نہیں ہیں۔ لیکن آپ ﷺ تو میرے قلب و نظر کے مالک ہیں۔ لیکن جب مالک کا لفظ لغوی طور پر استعمال کیا جائے جیسے اس مصرع میں۔

روز جزا کے مالک وآقا تم ہی تو ہو

یا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

تو بات اپنی حدود سے نکل جائے گی۔ شاعر غلو سے اس وقت بچ سکتا ہے جب اسے آقائے جان ودل کی حقیقی عظمتوں کا دھیان رہے اور ان عظمتوں کا علم قرآن پاک اور احادیث ختم الرسل سے ہوتا ہے'' (نعت رنگ، شمارہ ۹، ص ۳۵)

صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں:

''آپ بشر تھے مگر ایسے کہ اپنی حدود میں مالک بھی ہیں اور مختار بھی'' (نعت رنگ شمارہ ۶، ص ۱۸)

پہلی بات تو یہ ہے کہ موصوف کو لغوی معنی کی حدود بیان کرنا چاہیے تھی کہ وہ کیا ہیں؟ تاکہ دیکھا جاتا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے اس کے استعمال سے بات حدود سے کس طرح نکل رہی ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب موصوف یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی حدوں میں مالک بھی ہیں اور مختار بھی تو اب اختلاف کیا باقی رہا۔ ہاں! حضور پاک ﷺ کو جس نے کہا ہے کہ۔

روز جزا کے مالک وآقا تمہیں تو ہو

یقیناً اس نے اطلاق میں حدودِ شریعت سے تجاوز کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب، کو خلاف شرع قرار دینا اپنی فکر وفہم پر دانستہ ظلم ڈھانے کے مترادف ہے۔ ذمہ داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ شاعر کا پورا شعر نقل کیا جاتا۔ لیکن انہوں نے معلوم نہیں کس مصلحت کی بنا پر ایسا نہیں کیا، شاید اس لیے کہ ان کے پاس اعتراض جڑنے کے لیے کمزور سہارا بھی باقی نہیں رہتا۔ بہر کیف پورا شعر یہ ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
کیونکہ محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

اس کا صاف اور سیدھا مفہوم یہی ہے کہ میں آپ کو مالک اس لیے کہوں گا کہ آپ مالک کے حبیب ہیں اور محبت میں یہ دستور ہے کہ محبوب ومحب کے درمیان ملک ومال یا لین دین میں میرا تیرا کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن کشفی صاحب اگر اتنے سے مطمئن ہوجاتے تو پھر یہ اعتراض ہی کیوں کرتے۔ اس لیے آیئے ذرا تفصیل سے گفتگو ہوجائے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سماع، علم، تکلم، حیات وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔ ھو السمیع العلیم، کلم اللہ موسیٰ تکلیما، ھو الحی القیوم۔ وغیرہ صدیا آیات اس پر شاہد ہیں۔ مگر اس نے بندوں کو بھی سماع، علم، تکلم اور حیات عطا فرمائی۔ اس لیے بندوں کو بھی سامع، عالم، متکلم اور حی کہا جاتا ہے اور اس کہنے میں ساری دنیا شریک ہے۔ کسی انسان کو سامع، عالم، متکلم اور حی کہا جائے تو کوئی نہیں سمجھتا ہے کہ اسے خدا کہا جارہا ہے۔ بلکہ سبھی یہ سمجھتے ہیں کہ بندوں کی طرف یہ نسبت عطائے خداوندی کی وجہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے عزیز، رشید اور علی بندوں کے نام رکھنے کو جائز قرار دیا ہے (حالانکہ قرآن کریم میں یہ سب اسمائے باری تعالیٰ کے طور پر آئے ہیں) اور صاف لکھا ہے کہ جب ان الفاظ کا اطلاق خدا کے لیے ہو تو ان کے حقیقی وذاتی

معنیٰ مراد ہوں گے اور بندوں کے لیے ہوں تو عطائی اور اشتراک صرف اشتراک لفظی ہوگا۔

درمختار کتاب الخطر والاباحۃ میں ہے:

جاء التسمية بعلي و رشيد من الاسماء المشتركة ويراد في حقنا غير مايراد في حق الله تعالىٰ

اس کے تحت شامی میں ہے:

الذي في التاتار خانيه عن السراجيه التسمية باسم يوجد في كتاب الله تعالىٰ كالعلي والكبير والرشيد والبديع جائزو مثله في المنع عنها و ظاهره الجواز ولومعرفا بال۔

یہی حال لفظ مالک کا بھی ہے۔ دیہات کے مزدور کام کرانے والے کو بالعموم مالک کہتے ہیں، کرایہ دار، مکان والے کو مالک مکان کہتا ہے۔ بچے اپنی کاپی اور کتاب پر لکھتے ہیں اس کاپی و کتاب کا مالک۔ فقہائے کرام نے غنی کے لیے جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس کی تعبیر، نصاب کے بقدر مال کے مالک۔ سے کی ہے۔ ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں ہے:

تعجب على المسلم البالغ المالك النصاب ملكاتاماً

کفایہ میں ہے:

لابد من ملك النصاب لان المال انما صارسبباً، لغنى المالك

یونہی جو شخص کسی چیز کو خریدے اسے بھی مالک سے تعبیر کیا جاتا ہے

بحرالرائق میں ہے:

وملك قريب محرم ولوكان المالك صبياً ومجنوناً

خرید وفروخت اور وراثت وہبہ کے ذریعے کسی چیز کے حاصل ہونے کی تعبیر رسول اللہ ﷺ نے بھی لفظ ملک یعنی مالک ہوا کہ ذریعے فرمائی ہے۔

من ملك ذار حم محرم منه عتق عليه

قرآن پاک میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ملک کا اثبات ہوا ہے جس سے مشتق ملک آتا ہے۔ جس کو مفسرین نے مالک سے بھی عام قرار دیا ہے۔ چنانچہ صاوی جلد۴ر میں ہے:

قيل ملك عام وابلغ من مالك ، كل ملك مالك ولا عكس، ولان امر الملك نافذ على المالك في ملكه حتى لايتصرف المالك الاعن تدبير الملك

پھر یہ کہ مالک کا معنیٰ ہے:

المتصرف في الاعيان المملوكة كيف شاء

(مالک وہ جو اپنی منشاء کے مطابق مملوک؟ چیزوں میں تصرف کرے)

اور یہ صفت حضور پاک ﷺ کو ساری کائنات میں سب سے زیادہ عطا فرمائی گئی ہے اور آپ کے صدقے میں ہی حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا گیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی ''تفسیر عزیزی'' میں اس موضوع پر بڑی نفیس بحث فرماتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ پوری کائنات میں مالک علی الاطلاق کہلانے کے مستحق صرف حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ اس لیے امام احمد رضا نے کہا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

علامہ فاسی نے **مطالع المسرات** اور علامہ صاوی نے صاوی میں فرمایا ہے کہ:

''جس نے اپنی جان کو حضور انور ﷺ کے زیر تصرف نہیں گردانا اس کو فی الحقیقت ایمان کا مزہ نہیں ملا''

خلاصہ گفتگو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت اور اس کا ہر کمال ذات، حقیقی اور لافانی ہے۔ جب کہ رسول کا ہر کمال وہبی، عطائی، محدود اور فانی ہے۔ اس سے کوئی ایسا شخص نہیں جو لفظ مالک کو بعینہ اسی مفہوم میں استعمال کرتا ہے جیسا کہ ذات واجب الوجود کے لیے بولا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ عالم ربانی اور عاشق رسول لفظ مالک کو لغوی اور حقیقی معنیٰ میں استعمال کرے گا جو علم وفضل کے بحر بیکراں اور فقیہ اعظم کی حیثیت سے عالم اسلام میں مشہور متعارف ہے اور جس کے ماہر اسلام شریعت ہونے کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔

جدید سائنس کے غیر اسلامی نظریات

اور مولانا احمد رضا خاں کے ذریعے ان کا ردِ بلیغ

از: ڈاکٹر رضاء الرحمٰن عاکف سنبھلی *

سائنسی علوم بالخصوص جدید سائنس میں بھی مولانا احمد رضا خاں نے عظیم الشان کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اور اس فن میں بھی مولانا موصوف کا معیار تحقیق نہایت بلند ہے۔ اس سلسلے میں یوں تو مولانا نے متعدد تصانیف لکھیں۔ نظریات قائم کیئے اور دیگر کتابوں میں بھی مناسب مقامات پر سیر حاصل بخششیں کیں۔ لیکن یہاں ہم آپ کی اس موضوع پر نہایت ہی معروف و اہم کتاب ''فوز مبیں در ردِ حرکت زمین'' سے کچھ اہم اقتباسات نقل کریں گے۔ یہاں ہمارا مقصد اس سلسلے میں آپ کے نظریات (جو کہ مختلف فیہ ہیں) کے سلسلے میں تصدیق و تردید کرنا نہیں ہے کیونکہ سائنسی نظریات زیادہ تر اختلاف کا شکار رہے ہیں اور آج تک کسی بھی سائنسی نظریہ پر تمام سائنس داں متفق نہیں ہو سکے ہیں۔ تو پھر ہم کو مولانا کے نظریات سے ہی یہ شکایت کیوں ہو! بہر حال ہم تو آپ کے اندازِ نگارش اور معیارِ تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات اپنے قارئین کرام کے سامنے لانا چاہتے ہیں کہ آپ نے کس قدر مضبوط دلائل اور جامع انداز سے یہاں مخالفین کے شکوک و شبہات کے جواب دے کر ان کو انگشت بدنداں رہ جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

امام احمد رضا خاں کے سائنسی کارناموں میں فوزِ مبین ایک عظیم شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کو موصوف نے فلسفۂ جدید کے رد میں تحریر فرمایا ہے اور حرکت زمین کو ایک سو پانچ دلیلوں سے باطل قرار دیا۔ اس کتاب میں ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ ہے۔ مقدمہ میں مقررات ہیئاتِ جدیدہ کا بیان ہے۔ فصل اوّل میں نامزت سے بحث کی گئی ہے اور زمین کی حرکت کو بارہ دلیلوں سے باطل کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے اندر مولانا کا معیار تحقیق اور اندازِ تحریر نہایت عمدہ و بلند ہے جس کے ذریعے مصنف کے وہ جوہر ابھر کر سامنے آئے ہیں جو ایک عظیم محقق و اسکالر کے اندر ہونے چاہییں۔ ہیئت جدیدہ میں سائنس دانوں کا اصل مبنیٰ آب زمین کی جاذبیت اور نافریت ہے۔ یہ دنوں مفروض مسلے جس کو جاذبہ اور نامزہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ جن کی تلاش نیوٹن (NUTON) نے ۱۶۶۵ء میں سیب کو زمین پر گرنے سے کی اور جاذبیت و نافریت کی تھیوری تیار کی۔ اس سلسلے میں مولانا احمد رضا خاں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''ہر جسم میں دوسرے کو اپنے طرف کھینچنے کی ایک قوت طبعی ہے جسے جاذبہ یا جاذبیت کہتے ہیں۔ اس کا پتہ نیوٹن کو ۱۶۶۵ء میں اس وقت چلا جب وہ وہاں سے بھاگ کر کسی گاؤں میں گیا۔ باغ میں تھا کہ درخت سے سیب ٹوٹا سے دیکھ کر اسے سلسلۂ خیالات چھوٹا جس سے قواعد کشش کا بھبو کا پھوٹا۔ اقول۔ سیب گرنے اور جاذبیت کا آسیب جاگنے میں علاقہ بھی ایسا ہی سبب لزوم کا تھا کہ وہ گرا یہ اُچھلا۔ کیونکہ اس کے سوا اس کا کوئی اور سبب ہو سکتا ہی نہ تھا۔ اس کی مفصل بحث تو فصل دوم میں آئے گی ۱۶۶۵ء تک ہزاروں برس کے عقلا سب اس فہم سے محروم گئے تو گئے تعجب تو یہ ہے کہ اس سیب سے

*(ریسرچ ایسوسی ایٹ، سنبھل، یوپی، انڈیا)

پہلے نیوٹن نے بھی کوئی چیز زمین پر گرتے نہ دیکھی یا جب تک اس کا کوئی اور سبب خیال میں تھا جسے اس سیب نے توڑ کر رکھ دیا''۔(ماہنامہ سنی دنیا بریلی بابت اگست، ستمبر ۱۹۸۳ء، (فوز مبین نمبر، ص ۱۸)

پھر فصل دوم کی وہ بحث جس کو حضرت موصوف علیہ الرحمہ نے جاذبیت (Absorbent) کے ردّ میں تحریر فرمایا ہے اور جو نیوٹن کے نزدیک حرکتِ زمین کی علت بنی نیز جس پر مابعد کے دیگر سائنسدانوں نے عقیدہ حرکت رکھ کر اپنی جولانی طبع کا واشگاف مظاہرہ کیا اس کے پرخچے اڑائے اور ملت باطلہ کا قلع قمع فرماتے ہوئے حق اور صحیح پہلو کی وضاحت فرمائی جس سے ان سائنسدانوں کے گھروندوں کا سارا کھیل بگڑ گیا کہ ''نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن'' کی مثال نگاہوں کے سامنے آئی۔ارشاد فرماتے ہیں:

''جاذبیت ان کے نزدیک ایسے ہی مسائل سے ہے اور ایں درجہ اہم ہے کہ ان کا تمام نظام شمسی سارا علم ہیئت اسی پر مبنی ہے۔ وہ باطل ہو تو سب کچھ باطل، وہ لڑکوں کے کھیل کے برابر، برابر کھڑی کی ہوئی اینٹیں ہیں کہ اگر ایک کو گراؤ تو سب گر جائیں۔ایسی چیز کا روشن قاطع دلیل پر مبنی ہونا تھا نہ کہ محض خیال پر۔نیوٹن پر ایک سیب ٹوٹ گرتا ہے وہ اس سے اٹکل دوڑاتا ہے کہ زمین میں کشش ہے جس نے کھینچ کر گرالیا مگر اس پر دلیل کیا ہے جواب نہ دارد۔اولاً نمبر ۲۰۲، عقلا کے عالم اثقال میں میل اسفل مانتے ہیں کیا وہ میل اس کے گرانے کو کافی نہ تھا۔

میل نجانا۔یوں نہ سمجھ سکتا تھا کہ ثقیل کے استقرار کو وہ محل چاہیے جو اس کا بوجھ سہارے۔سیب وہی ٹوٹے گا جس کا علاقہ شاخ سے ضعیف ہو جائے کمزور تعلق اب اس کا بوجھ نہ سہار سکے ورنہ سبھی ٹوٹ جاتے۔ادھر تو وہ ضعیف علاقہ کے سبب شاخ سے چھوٹا ادھر اس سے نرم تر ملاء ہوا کا ملا۔ہوا ایسے اس کو کس طرح سہارتی، لہٰذا اس سے لطیف تر ملاء۔درکار رہا کہ زمین ہو یا پانی۔کیا اتنی سمجھ نہ تھی۔بطلان میل پر کوئی قطعی دلیل قائم کریں اور جب کچھ نہیں تو جاذبیت کا خیال محض ایک احتمال ہوا۔محتمل شکوک بے ثبوت بات پر علوم کی بنا رکھنا کارِ خردمنداں نیست''۔(فوز مبین نمبر، ص ۶۴)

جذب ہے اور نہ ہی حرکت۔یہ دلیل منطقی قیاسات کے دور و تسلسل پر مبنی ہے جس سے غلط نظریہ کا لچر پوچ ہونا اظہر من الشمس ہو گیا ہے۔اس سلسلے میں مولانا رقمطراز ہیں:

''اقول نمبر ۲۰۵، فرض کردم کہ سیب گرنے سے زمین پر جاذبیت کا آسیب آیا مگر اس سے شمس میں جاذبیت کیسے سمجھی گئی جس کے سبب گردش کا طومار باندھ دیا گیا۔اس پر بھی کوئی سبب گرتے دیکھا یا یہ ضرور ہے کہ جو کچھ زمین کے لئے ثابت ہو آفتاب میں بھی ہو۔زمین بے نور ہے، آفتاب سے روشن ہوتی ہے۔آفتاب بھی بے نور ہوگا۔کسی اور سے روشن ہوگا۔یوں ہی یہ قیاس اس ثالث کو نہ چھوڑے گا۔اس کے لئے رابع درکار ہوگا اور اسی طرح غیر متناہی چلے جائیے گا یا واپس آئے گا۔مثلاً شمس ثالث سے روشن اور ثالث شمس سے تو وہ تسلسل تھا یہ دور ہے اور دونوں محال۔یہ منطق الطیر اسی بے بضاعتی کا نتیجہ ہے جو ان لوگوں کے علومِ عقلیہ میں ہے ورنہ ہر عاقل جانتا ہے کہ شاہد پر غائب کا قیاس محض وہم اور وسواس ہے''۔(فوز مبین دررد حرکتِ زمین، ص ۶۵)

اس کتاب کی فصل دوم میں ہی ایک جگہ اسی حرکتِ زمین کا بطلان ریاضیات سے فرمایا اس لئے کہ سائنسدانوں کے نزدیک علم سائنس کا سب سے بڑا ماخذ علم ریاضی ہی ہے۔ان کے نزدیک مدار آفتاب میں ایک نقطہ جو مرکز سے انتہائی دوری پر ہے جس کو ''اُوج'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسرا نہایت قرب پر جس کو حضیض کہتے ہیں۔تیسری جولائی کو آفتاب انتہائی دوری یعنی اوج پر ہوتا ہے اور تیسری جنوری کو انتہائی قرب یعنی حضیض پر ہوتا ہے۔یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل

سے زائد ہے۔ اب مدار کشش کی تھیوری کا جو جائزہ امام اہلسنّت نے لیا ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

تحقیق جدید (علم سائنس جدید) میں شمس کا بعد اوسط نو کروڑ انتیس لاکھ میں بتایا گیا ہے اور ہم نے حساب کیا، مابین مرکزین دو دور بجے ۴۵ ثانئے یعنی ۵۲۱۲ء۵ ہے تو بعد ۲۶-۹۴۴۵۸ میل ہوا۔ اور بعد اقرب ۹۳۴۱۹۷۴ میل۔ تفاوت ۵۲-۳۱۱۶ میل اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بیضی پر گھومتی ہے جس کے مرکز اسفل میں شمس ہے جیسا کہ ہیئات جدیدہ کا زعم ہے تو اوّل ان کی سمجھ کے لائق یہی سوال ہے کہ زمین اپنے قوی عظیم شدید ممتد پر ہزار ہا سال کے متواتر جذب سے کھینچ کیوں نہ گئی! ہیئات جدیدہ میں آفتاب ۱۲ لاکھ میل پینتالیس ہزار ایک سوتیس (۴۵۱۳۰) زمینوں کے برابر اور بعض نے دس لاکھ اور بعض نے چودہ لاکھ دس ہزار لکھا ہے۔ ہم نے مقررات جدیدہ پر بر بنائے حاصل کردی حساب کیا تو تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دوسو چھپّن (۱۳۱۳۲۵۶) زمینوں کے برابر آیا۔ بہر حال وہ جرم کے اس کے ۱۲ لاکھ حصّوں سے ایک کے بھی برابر نہیں۔ اس کی کیا مقاومت کرسکتا ہے تو گرد دور کرنا نہ تھا۔ بلکہ پہلے ہی دن کھینچ کر اس میں مل جاتا۔ کیا ۱۲ لاکھ اشخاص مل کر ایک کو کھینچیں اور وہ دوری چاہے تو بارہ لاکھ سے کھینچ نہ سکے گا بلکہ اس کے گرد گھومے گا'' ((فوز مبین نمبر، ص ٦٦)

اس کے بعد مزید تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اوران باطل نظریات کا کامل رد یہ ہے کہ کسی قوت کا قوی پڑ کر ضعیف ہوجانا محتاج علت ہے اگر چہ اسی قدر کے زوال علت قوت جب کہ نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ کر لائی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کردیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے تو حفیض پر لاکھ جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا نہ کہ نہایت قریب آکر اس کی قوت سست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھراتنی ہی دور ہوجائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے۔ تبھی تو قوت تیز ہوتی ہے اور جنوری سے جولائی تک بھوکا رہتا ہے جس کی وجہ سے کمزور پڑ جاتا ہے۔ (فوز مبین درردحرکت زمین، ص ٦٦)

اب مزید دو مساوی جسموں میں تقابل کی انجذابی کیفیت کا اثر مرتب ظاہر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ۔ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے ۱۲ لاکھ امثال سے بڑا ہے اسے کھینچ کر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور عین شباب اثر جذب کے وقت سست پڑ جائے اور ادھر ایک لاکھ اور ادھر بارہ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف اقسام پائے اس پر یہ مہمل عذر پیش ہوتا ہے کہ نقطۂ حفیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر دور لے جاتی ہے'' (فوز مبین درردحرکت زمین، ص ٦٧)

قارئین کرام فیصلہ کرسکتے ہیں کہ مولانا نے اپنی ان تحقیقات میں جدید سائنسدانوں کے غیر اسلامی نظریات کا ابطال کس قدر مدلل اور مسکت انداز پر کیا ہے۔ فوز مبین جہاں آپ کے سائنسی نظریات پر مشتمل ایک بلند پایۂ تخلیق ہے وہیں اس سے یہ بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سائنسی نظریات سے کبھی بھی کسی طرح مغلوب نہ ہوتے اور انہوں نے علی الاعلان و بانگِ دُہل سائنس کے غلط تصورات اور غیر اسلامی نظریات کا کھل کر محاسبہ کیا اور انہیں پوری طرح سے باطل ثابت کردیا۔ فجزاہم اللہ

یہ چند اقتباسات بطور شہادت پیش کردیئے گئے ہیں ورنہ اس موضوع پر مولانا احمد رضا خاں نے زبردست تحقیقات پیش کی ہیں جن کا تعارف کرانے کی لئے چند اوراق ہی نہیں بلکہ ضخیم تصانیف کی ضرورت ہے۔
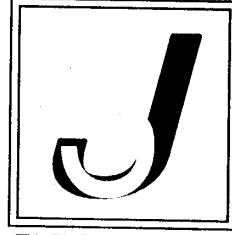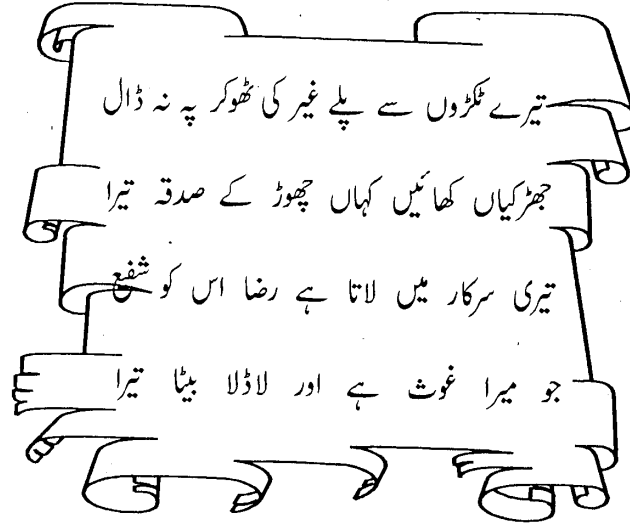
بچوں کا معارف

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

علامہ مولانا فضل القدیر ندوی *

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی تھیں۔ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں تو عرب کے دستور کے مطابق دودھ پلانے کے لئے ان کو شریف اناؤں کے سپرد کیا گیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر لوٹ آئیں۔ جہاں وہ ہاتھوں ہاتھ لی گئیں اور محبت وشفقت کی گود میں پروان چڑھنے لگیں۔

بڑی ہو کر گھر کے کام کاج میں اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ بٹانے لگیں اور بچوں کے ساتھ کھیل کود سے دور رہنے لگیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی سب سے چھوٹی اور پیاری بہن تھیں۔ ان کو بہلاتیں اور ان کی دیکھ بھال کرتیں، دیکھتے ہی دیکھتے بڑی ہوگئیں اور جگہ جگہ سے پیغام آنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے شکل وصورت بھی ایسی دی تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا لاکھوں میں ایک تھیں۔ اپنے والد ماجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی حد تک ملتی جلتی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بہن خولہ تھیں، جن کے فرزند کا نام ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا، اپنی خالہ کے بھی وہ بڑے چہیتے تھے۔ ان کا طور طریقہ بے حد شریفانہ تھا، شکل وصورت بھی بہت اچھی تھی۔ حضور ﷺ کی خدمت میں بھی بڑے ادب سے حاضر ہوتے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ وہ آئے اور شرماتے لجاتے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے انہوں نے پیغام دیا۔ حضور ﷺ خوش ہوئے، لیکن یہ بات حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی پوچھنے کی تھی۔ اس لئے آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا:

''بیٹی، ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارا نام لے رہے تھے''۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرم وحیا سے نگاہیں نیچی کرلیں اور چپ رہیں۔ یہی سب سے بہتر جواب تھا۔

حضور ﷺ باہر تشریف لائے۔ ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دی۔ دعائیں دیں اور پیغام منظور فرمالیا۔ ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت جاگ اٹھی۔

شادی ہوگئی اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر اپنے گھر چلی گئیں۔ ان کے شوہر ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑے تاجر تھے اور اپنے کاروبار کے سلسلے میں اکثر باہر رہتے تھے۔ جب شام چلے جاتے تو کئی کئی دن بعد لوٹتے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی عدم موجودگی میں ان کی ساری چیزوں کی دیکھ بھال کرتیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں اپنی خدمت، محبت اور اپنے سلیقے سے انہوں نے شوہر کا دل مٹھی میں لے لیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو پھول سے بچے دیئے۔ فرزند کا نام علی تھا اور صاحبزادی کا نام امامہ۔ ان بچوں کی وجہ سے گھر اور بھی گل

(پروفیسر ایسٹرن میڈیسن فیکلٹی، ہمدرد یونیورسٹی کراچی)

زار بن گیا۔

ایک بار ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تجارتی سفر پر تھے کہ حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے نبوت ملی۔ آپ فوراً خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضور ﷺ پر اپنی والدہ کی طرح ایمان لے آئیں۔

جب ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر سے لوٹے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو بتایا کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول بنائے گئے ہیں اور ان ﷺ پر اللہ کا کلام اترا ہے۔ اپنی والدہ کے ساتھ وہ بھی ایمان لائی ہیں۔

ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔

''تم کیا سوچ رہے ہو؟ بولو، چپ کیوں ہو گئے؟'' حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا۔

''مجھے یقین ہے کہ تمہارے والد ماجد نے سچ کہا، لیکن میں سوچ رہا ہوں''۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''ہاں! کیا سوچ رہے ہو بتاؤ''۔

ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں سوچ رہا ہوں کہ اگر میں بھی جا کر آپ ﷺ پر ایمان لاؤں تو میری قوم مجھے طعنہ دے گی کہ اپنی بیوی کے دباؤ میں آ کر ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی قوم کو رسوا کر دیا اور ان کی بات ماننے لگے جو بت پوجنے کو برا کہتے ہیں اور باپ دادا کے دین کو غلط بتاتے ہیں۔ میں اپنے اندر قوم کی مخالفت کی ہمت نہیں پاتا اسی لئے چپ ہوں''۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ بڑی بے چینی کے ساتھ رات کٹی۔

یہ پہلا موقع [illegible] وہ گھر جہاں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں آج گہری سوچ کی وجہ سے اداس اداس لگ رہا تھا۔

ادھر نبوت کے اعلان سے ساری قوم حضور ﷺ کی دشمن ہو گئی اور ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھانے لگی۔

جب کافروں کا ظلم آپ ﷺ کو راستے سے ہٹا نہ سکا تو کافروں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضور ﷺ ہی کو وہ اپنے راستے سے ہٹا دیں۔ کوئی ان سے نہ ملے، کوئی بات نہ کرے۔ ان کو شہر میں رہنے نہ دیا جائے۔ پھر وہ دن بھی آیا جب حضور ﷺ اپنے چچا ابوطالب کی ایک گھاٹی میں محصور کر دیئے گئے اور ان کا نکلنا اور وہاں سے شہر میں آنا جانا بند کر دیا گیا۔ اس سے نجات ملی تو ظلم کا سلسلہ اور بڑھا۔ آپ ﷺ پر پتھر پھینکے جاتے اور راستے میں کانٹے بچھائے جاتے۔

ایک دن ابوجہل ایک بھاری پتھر کی چٹان لے کر خانہ کعبہ پہنچا۔ وہاں حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کر رہے تھے۔

آپ ﷺ کے سر مبارک پر وہ پتھر پھینکنا ہی چاہ رہا تھا کہ کچھ لوگوں نے اس کو روک لیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے محترم والد ماجد پر ہوتے ہوئے یہ سارے مظالم دیکھتی تھیں اور خون کے آنسو روتی تھیں۔

کہیں کوئی دکھ بانٹنے والا نظر نہ آتا تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کی شفیق اور مہربان والدہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئیں اور کچھ دنوں کے بعد حضور ﷺ سے محبت اور ہمدردی سے پیش آنے والے چچا ابوطالب بھی رخصت ہو گئے۔

پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ پورے شہر مکہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ قریش نے حضور ﷺ کو گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا ور اب وہ مکے سے مدینہ جا رہے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے اپنے والد ماجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی سے ہر غم ہلکا ہو جاتا تھا، مگر اس آخری سہارے سے بھی جدا ہونے کے خیال سے کلیجہ منہ کو آ گیا، لیکن اللہ کا حکم یہی تھا کہ حضور ﷺ ہجرت کریں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صبر کیا۔

(جاری ہے)

﴿سلسلہ وار﴾

معارف اسلاف

ابراھیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی

محمد بہاء الدین شاہ*

(۱۹)......فقیہ حنفی شیخ ابوبکر بن عبداللہ ملا احسائی حنفی۔(۱۱۴)

(۲۰)......ناظم مدرسہ صولتیہ شیخ محمد سلیم بن مولانا محمد سعید کیرانوی مکی۔(۱۱۵)

(۲۱)......مرشد السالکین فقیہ ابوالاحرار شیخ فضلی بن سعید نقشبندی خالدی انڈونیشی شافعی۔(۱۱۶)

(۲۲)......مدرس مسجد حرام شیخ حسن بن محمد سعید یمانی مکی شافعی۔

(۲۳)......مدرس مسجد حرام قاضی شیخ بکر بن محمد سعید باُبصیل مکی شافعی۔

(۲۴)......مدرس مسجد حرام نائب صدر مجلس شوریٰ علامہ سید صالح بن ابوبکر شطا مکی شافعی

(۲۵)......مدرس مسجد حرام شیخ السادۃ العلویہ علامہ سید صالح بن علوی بن عقیل۔

(۲۶)......مدرس مسجد حرام قاضی شیخ عبدالعزیز عکاس نجدی۔

(۲۷)......عارف باللہ مدرس مسجد حرام علامہ سید عیدُروس بن سالم البار۔

(۲۸)......مدرس مسجد حرام قاضی شیخ سالم شفی۔

(۲۹)......مسجد حرام مدرسہ صولتیہ وفلاح کے مدرس، قاضی، فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ احمد ناضرین مکی شافعی۔

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کی کسی تصنیف کا علم نہ ہوسکا البتہ مکتبہ مکہ مکرمہ میں شیخ عثمان ابوالعلا طرابلسی کی ایک تصنیف ''الفواکہ البدریۃ'' سن تصنیف ۱۲۲۲ھ کا مخطوط ۲/علوم عربیہ بخط شیخ عبدالرحمٰن دھان سن کتابت ۱۳۱۸ھ موجود ہے جس پر بعض شروح وتعلیقات درج ہیں (۱۱۷)۔ اس مخطوط کے مطالعہ کے بغیر یہ طے کرنا مشکل ہے کہ یہ تعلیقات شیخ عبدالرحمٰن دھان کی اپنی تخلیق ہیں یا کتاب کے متن کی طرح یہ بھی آپ نے محض نقل کیں۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۳ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ کی عمر چالیس برس تھی اور آپ علم وفضل میں علماء مکہ میں نمایاں تھے۔ شیخ عبدالرحمٰن دھان نے فاضل بریلوی سے متعدد بار ملاقات کی اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل ومشکلات پر باہم تبادلہ خیالات کیا پھر آپ کی دو تصنیفات الدولۃ المکیۃ و حسام الحرمین پر تقریظات قلمبند کیں۔ آخر الذکر کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے شیخ عبدالرحمٰن دھان نے فاضل بریلوی کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

''عمدۃ العلماء الجاملین، زبدۃ الفضلاء الراسخین، علامۃ الزمان، واحد الدھر والاوان، الذی شھدلہ علماء البلد الحرام بانہ السید الفرد الامام، سیدی و ملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی متعنا اللہ بحیاتہ والمسلمین و منحی ھدیہ فان ھدیہ ھدی سید المرسلین وحفظہ من جمیع جھاتہ علی رغم انوف الحاسدین(۱۱۸)

۷/صفر ۱۳۲۴ھ کو فاضل بریلوی نے آپ کو جمیع علوم اسلامیہ میں اجازت وخلافت عطا کی اور سند جاری کرتے ہوئے آپ کا اسم گرامی یوں ذکر کیا:

''مولانا الفاضل اخو الفضائل و ابن الافاضل و ابو الفواضل المتفنن فی الفھوم مولانا الشیخ عبدالرحمن الدھان ابن العالم العلامۃ والفاضل الفھامۃ الولی العارف باللہ الرحمن حضرت سلآیخ المرحوم بکرم الحنان احمد الدھان''(۱۱۹)

تمام تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ شیخ عبدالرحمٰن دھان علم فلکیات میں یکتا تھے (۱۲۰)۔ آپ نے یہ فن شیخ عبدالحمید بخش ہندی مکی سے سیکھا شیخ عبدالحمید بخش نے اسے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی، شیخ عبدالرحمٰن مختشم مہاجر مکی رحمۃ الہ علیہ (۱۲۱) نیز جدہ شہر کے مشہور عالم شیخ علی باصبرین شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۲) سے حاصل کیا (۱۲۳) اور پھر شیخ عبدالرحمٰن دھان سے جن علماء نے فلکیات میں بطور خاص استفادہ کیا ان میں مسجد حرام کے مدرس شیخ خلیفہ نبھانی مالکی ایک اہم نام ہے۔(۱۲۴)

حوالہ جات

(۱۱۴) صاحب کرامات شہیرہ شیخ ابوبکر بن عبداللہ ملّا احسائی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

*(ناظم: بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

(م-۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) کا خاندان سعودی عرب کے مشرقی صوبہ میں احساء نامی علاقہ کے شہر حفوف میں آباد ہے۔ صاحب تصانیف عدیدہ فقیہ محدث مرشد شیخ ابوبکر بن محمد ملا احسائی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۲۷۰ھ) اس خاندان کے جدامجد تھے۔ شیخ ابوبکر بن عبداللہ نے شیخ عبدالرحمن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اپنے والد شیخ عبداللہ ملا احسائی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید داؤد بن جرجیس بغدادی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید ابوبکر شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سلیمان زھدی خالدی نقشبندی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۰۸ھ) کی شاگردی اختیار کی اور خود شیخ ابوبکر بن عبداللہ کے تلامذہ میں علامہ سید علوی بن عباس مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اہم نام ہے (شخصیات رائدۃ من بلدی، معاذ آل مبارک احسائی، دارالوطنیۃ الجدیدۃ للنشر الخبر طبع اول ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ص۱۶-۱۹، الاعلام ج ۲، ص ۷۰، امداد الفتاح، ص ۳۸۱)۔ شیخ ابوبکر بن عبداللہ کے ایک فرزند فقیہ حنفی و مربی شیخ محمد بن ابو بکر ملا احسائی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۹۵ھ) نے مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۴۰۱ھ) سے خلافت پائی اور آپ کے دوسرے فرزند فقیہ محدث شاعری شیخ عبدالرحمن بن ابوبکر ملا (پ۱۳۲۳ھ) نے مدرسہ صولتیہ و مسجد حرام میں تعلیم پائی۔ شیخ العلماء مکہ علامہ سید محمد بن علوی مالکی (پ۱۳۶۲ھ) کی ولادت پر تہنیتی قصیدہ لکھا۔ کویت کے سابق وزیر اوقاف عالم اجل و مرشد علامہ سید یوسف بن ہاشم الرفاعی کی خدمات کے اعتراف میں ایک طویل قصیدہ موزوں کیا نیز ''حوار مع المالکی'' کے مصنف شیخ عبداللہ منیع نجدی (پ ۱۳۴۹ھ) کی ہجو لکھی۔ موجودہ دور میں شیخ عبدالرحمن بن ابوبکر ملا کے علاوہ شیخ احمد بن عبداللہ بن ابوبکر ملا حنفی اور شیخ یحیٰی بن محمد بن ابوبکر ملا حنفی اس خاندان کے اہم علماء ہیں۔

(۱۱۵) شیخ محمد سلیم بن مولانا محمد سعید کیرانوی مکی (م-۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مدرسہ صولتیہ و مسجد حرام میں تعلیم پائی۔ آپ مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی مولانا علی اکبر کیرانوی کے پوتے ہیں ۱۳۴۱ھ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد صولتیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۵ھ میں ہندوستان آئے اور شادی کے ۱۳۴۸ھ میں واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور صولتیہ میں تدریس جاری رکھی ۱۳۵۷ھ میں آپ کے والد نے وفات پائی تو ان کی جگہ اس مدرسہ کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے ۱۳۵۸ھ میں پھر ہندوستان آئے اور دہلی میں صولتیہ کی مالی اعانت کے لئے دفتر قائم کیا ۱۳۶۰ھ میں واپس مکہ مکرمہ چلے گئے ۱۳۶۱ھ میں پھر ہندوستان آئے۔ آپ تقریباً ۵۲/ برس تک مدرسہ صولتیہ سے وابستہ رہے۔ اردو میں چند کتب تصنیف کیں مکہ مکرمہ میں وفات پائی (ماہنامہ المنھل جدہ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ/ مارچ ۱۹۷۸ء، ص۲۲۲-۲۲۴، تشنیف الاسماع، ص۲۳۱-۲۳۲، نثر الدرر، ص ۷۵)۔ دیوبندی افکار کے تعاقب میں لکھی گئی مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' پر آپ کے والد مولانا محمد سعید کیرانوی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے۔

(۱۱۶) ابوالاحرار شیخ فضلی بن سعید نقشبندی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) انڈونیشیا کے شہر بورنیو کے قریب گاؤں میں پیدا ہوئے اور مقامی علماء سے حصول علم کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے جہاں سالہا سال مقیم رہ کر تعلیم مکمل کی پھر واپس وطن پہنچے اور اپنے والد گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خالدیہ میں خلافت پائی پھر اپنی آبائی خانقاہ میں بیٹھ کر عمر بھر طلباء و مریدین کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے وہیں پر وفات پائی۔ (تشنیف الاسماع، ص۴۴۰)

(۱۱۷) فھرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص۳۹۹

(۱۱۸) حسام الحرمین، ۸۲-۸۳

(۱۱۹) الاجازات المتینۃ، ص۴۸-۴۹

(۱۲۰) سیر وتراجم ص۱۹۰، مختصر نشر النور، ص۲۴۲، نظم الدرر، ص۱۸۴

(۱۲۱) شیخ عبدالرحمن محتشم بن مولوی معظم (م-۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے جہاں علم فلکیات میں خلق کثیر نے آپ سے استفادہ اٹھایا وہیں پر وفات پائی۔ (مختصر نشر النور، ص ۲۵۰، نظم الدرر، ص۱۳۰)

(۱۲۲) شیخ علی بن احمد باصبرین شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) کے دیگر شاگردوں میں علامہ سید سالم عطاس حضرمی شافعی (م-۱۳۱۶ھ) اور شیخ مصطفیٰ عفیفی مصری مکی شافعی (م-۱۳۰۸ھ) اہم ہیں۔ مکتبہ مکہ مکرمہ میں شیخ باصبرین کی تصنیف 'مزیل الریب ومزیح الحلک فی حقیقۃ اوقات الفرائض فی علم الفلک'' اور ریاض یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں ''معاتبۃ الاحبۃ الاخوان فی علم المیقات'' کے مخطوطات موجود ہیں۔ (الاعلام، ج ۴، ص ۲۶۰، مختصر نشر النور، ص ۲۰۴، ۴۹۹، فھرس مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص۵۰۲)

(۱۲۳) مختصر نشر النور، ص۲۳۵، ۲۵۰

(۱۲۴) شیخ خلیفہ نے یہ فن شیخ عبدالرحمن دھان کے علاوہ شیخ محمد بن یوسف خیاط سے سیکھا (سیر وتراجم، ص۱۰۱)۔ حسام الحرمین والدولۃ المکیۃ پر انہی شیخ خیاط کی تقریظات موجود ہیں۔

(باقی آئندہ)

اپنے دیس............ بنگلہ دیس میں

(گیارہویں قسط)

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

پھر اچانک ہماری کار کے پاس سے فوجی جیپیں ایمبولینس اور ٹرک گذرے ان پر ہندوستان کی مینوفیکچر فیکٹریوں کے نشانات اور انگریزی میں لکھے ہوئے ان کے نام ٹاٹا، برلا وغیرہ نے راقم کو چونکا دیا اور ایسا محسوس ہوا کہ ہندوستانی فوجی دھوکہ سے یہاں داخل ہوگئی ہیں اور انہوں نے بھائیوں کو بھائیوں سے جدا کردیا اور سڑک کے اس پار گزرنے والے ہمارے بنگلہ دیشی فوجی بھائی ہاتھ ہلا کر راقم سے کہہ رہے ہیں:

''بھائی تم سلامت رہو، اب قیامت کو ملیں گے''

اس پر غالبؔ کا یہ شعر زبان پر جاری ہوگیا ؎

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے کوئی دن اور

ہماری وین اب کنٹونمنٹ کے آخری حدود کی طرف بڑھتے ہوئے ایک ڈھلوان سے گزر رہی تھی۔ دونوں طرف گھنا جنگل اور اونچی پہاڑیاں تھیں اسٹریٹ لائٹ کے علاوہ چاروں طرف اندھیرا نظر آرہا تھا۔ اچانک ڈرائیور نے زوردار بریک لگایا اور ایک جھٹکے سے گاڑی رک گئی۔ پتہ چلا کہ آخری چوکی پر ملیٹری پولیس کا جوان کھڑا ہے اس نے گاڑی کو رکنے کا اشارہ دیا۔ ڈرائیور کی سیٹ کے ساتھ آگے قبلہ مفتی صاحب کے پاس آخر السلام علیکم کہا پھر بنگلہ میں دریافت کیا حضرت آپ کہاں جارہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاشمی باڑی سے آرہا ہوں اور بھٹیاری جامع مسجد مزار حضرت روح الامین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ میں گیارہویں شریف کی محفل میں شرکت کے لئے ہم سب جارہے ہیں۔ اس نے مسکرا کر سلوٹ کیا اور کہا السلام علیکم روکنے کے لئے معذرت خواہ ہوں آپ حضرات ضرور تشریف لے جائیں اور ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں۔

راقم نے دیکھا کہ بنگلہ دیشی مسلمان بھائیوں کی فوج نے پاکستانی فوج کی جگہ سنبھال لی ہے اور پاک بنگلہ دیشی سرزمین سے ناپاک ہندو فوج کے نجس قدم اکھڑ چکے ہیں اور اب ان شاء اللہ قیامت تک ان کے منحوس قدم اس پاک سرزمین پر واپس نہیں آسکتے کیونکہ یہاں کے فوجی جوانوں کے سینے اللہ جل مجدہ، اس کے رسول مکرم ﷺ اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنا کی محبت کی حرارت کی دھک رہے ہیں اور چہرے ایمان کے نور سے دمک رہے ہیں۔

اسی وقت فقیر کے قلب کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ تو میرے اپنے دونوں پاک دیسوں، پاکستان اور پاک بنگلہ دیس، کی آزادی تاصبح قیامت برقرار رکھ اور ان برادر ملکوں کو معاشی اور فوجی اعتبار سے اس قدر مضبوط بنادے کی دنیا کی بڑی سے بڑی کافر ومشرک سلطنت ان کی طرف نظرِ غلط انداز سے دیکھنے کی جرأت بھی نہ کرسکے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

ہمیں بارش کی چھتریوں کے ساتھ میں مسجد میں لے جایا گیا۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے بنگلہ زبان میں کلمات تحسین کے ساتھ حاضرین محفل سے فقیر کا تعارف کرایا، اللہ تعالیٰ اس حسنِ ظن کی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ اس ناکارہ بھائی سے رکھتے ہیں اور جس کا اظہار انہوں نے بار بار قیام چٹاگانگ کے دوران ہر محفل میں اور اپنے دولتکدے پر راقم سے ملنے والے ہر فرد کے سامنے کیا۔ یہ ان کا اخلاقِ کریمانہ ہے اور کیوں نہ ہو آخر ہاشمی گھرانہ ہے۔ اللہ تبارک تاصبح قیامت اسے آباد اور پھلتا پھولتا رکھے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر نے اپنے برادر اکبر ومحترم قبلہ مفتی صاحب کے حکم پر گیارھویں شریف کے موضوع کے اعتبار سے اردو میں تقریر کی۔ قبلہ مفتی صاحب نے راقم کے تعارفی کلمات میں حاضرین کو بتادیا تھا کہ ''قادری صاحب ۴۲ر سال راجشاہی مشرقی پاکستان میں رہے ہیں، وہیں پلے بڑھے، یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کی لیکن اب بنگلہ لکھنا اور پڑھنا بھول چکے ہیں۔ بول سکتے ہیں لیکن ٹوٹی

چھوٹی بنگالی میں اگر یہ ان شاء اللہ اسی طرح یہاں آتے جاتے رہے تو دوبارہ فصیح بنگلہ بولنا سیکھ لیں گے اس لئے ان کو اردو میں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے اور یہ کہ چٹا گانگ کے مسلمان اردو بھی بہت اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں پھر تقریر کے اختتام پر میں بنگالی میں ان کو تقریر کے خاص خاص نکات کا خلاصہ بیان کردوں گا۔ راقم کے خطاب کے بعد حضرت نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب اور گیارھویں شریف کی محافل کے انعقاد کی افادیت پر بنگالی زبان میں بڑے دلنشیں انداز میں گفتگو فرمائی اور احقر کے ٹوٹے پھوٹے کلمات کا بھی خلاصہ پیش کیا۔ آخیر میں حضرت نے صلوٰۃ وسلام پڑھا، میلاد شریف پڑھنے کا طریقۂ قدیم یہاں ابھی تک رائج ہے جو بڑا پر کیف اور عاشقانہ ہے۔ ایک طویل عرصہ کے بعد فقیر کو اس انداز کے میلاد کی شرکت سے بڑا حظ ہوا اور روحانی کیف وسرور میسر آیا۔

صلوٰۃ وسلام کے بعد حاضرین میں تبرک تقسیم کیا گیا، ہم لوگوں نے حضرت مفتی امین الاسلام صاحب کی قیادت میں حضرت مولانا روح الامین شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ افسوس کہ ان بزرگ کے حالات راقم کو دستیاب نہ ہو سکے، اس لئے ان کی تاریخ ولادت اور وصال نوٹ نہ کرسکا۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ بڑے متقی اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ ان کی ایک کرامت بہت مشہور ہے کہ جو بھی ان کے پاس مرض کی شفا کے لئے دعا کی درخواست کرتا اس کو ایک گلاس پانی میں اپنا لعاب دہن ڈال کر دیتے اور اس کے پیتے ہی مریض کو آرام آجاتا اور چند دنوں میں شفایاب ہوجاتا۔

وہاں سے فارغ ہوکر رات گیارہ بارہ بجے کے قریب پیر طریقت حضرت مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب مدظلہ العالی کے ایک مرید خاص جن کا شپ بریکنگ سے حاصل شدہ سامان کا کاروبار ہے، محترم محمد جعفر صاحب کے دولت کدے پر گئے جو بالکل ساحلِ سمندر پر تھا اور شپ بریکنگ مرکز سے بالکل قریب۔ محترم محمد جعفر صاحب نے حال ہی میں یہ نیا مکان تعمیر کیا تھا بلکہ ابھی اس کے کچھ حصے تعمیری مراحل میں تھے۔ جب ہم مزار شریف سے نکلے ہیں تو بارش کا زور ٹوٹ چکا تھا ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی لیکن بنگلہ دیش میں موسم برسات میں ایسے مناظر عمومی طور پر دیکھنے میں آتے رہتے ہیں کہ ابھی بارش رکی اور ابھی ایک گھنٹے کے اندر دوبارہ سیاہ بادل امنڈ کر آگئے اور موسلا دھا بارش شروع ہوگئی۔ موسم برسات میں (تقریباً سال میں چھ ماہ) یہاں بارش تقریباً روزانہ ہوتی ہے، کبھی ہلکی ہوجاتی ہے کبھی تیز، گاہے صبح کو دوپہر تک تیز ہوتی ہے، گاہے رک جاتی ہے پھر سر شام یا گاہے نصف شب یا اس کے بعد تیز بارش شروع ہوجاتی ہے کہ صبح تک رکنے کا نام نہیں لیتی لیکن یہ بنگلہ دیشیوں کی زندگی کا حصہ ہے، بارش میں کاروبارِ حیات رواں دواں رہتا ہے تا آنکہ کوئی سیلابی یا سمندر کی طغیانی کی صورت کی بناء پر کسی ساحلی شہر، جزیروں یا دریائی ڈیلٹا میں آباد قصبوں اور شہروں میں تباہ کاری سے تمام مواصلاتی نظام معطل اور مکانات تہہ آب نہ آجائیں۔

ہم جناب محمد جعفر صاحب کی راہداری میں ان کے مکان تک پہنچے، ان کا مکان جس جگہ واقع تھا ہمیں گلیوں سے گزر کر جانا پڑا، جگہ جگہ پانی کھڑا تھا، کہیں ٹخنوں تک کہیں گھٹنوں تک بعض جگہ دلدل تھی، حضرت مفتی صاحب کا ڈرائیور بہت ہوشیار اور ایکسپرٹ ڈرائیور ہے وہ بچتا بچاتا آخر کار دل دل اور سڑکوں پر کھڑے بارش کے پانی سے نکال کر منزلِ مقصود تک لے آیا۔ دوران قیام چٹا گانگ فقیر نے دیکھا کہ ڈھاکہ کی طرح یہاں بھی ٹریفک بہت خراب ہے اور ہمیشہ مزدحم رہتی ہے ٹریفک جام ہر سڑک پر نظر آتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ سائیکل رکشا کی بہتات ہے، یہ تمام بڑے شہروں میں لاکھوں کی تعداد میں ہین، کوئی حکومت اتنی بڑی تعداد کو متبادل ذرائع نقل حمل یا دوسرا روزگار فراہم نہیں کرسکتی اس لئے کہ سائیکل رکشے آٹو رکشے کی بہ نسبت بہت سستے ہوتے ہیں ان کی دیکھ بھال کے اخراجات بھی بہت کم ہیں اوسطاً ایک سائیکل رکشا والا گھر کے کم از کم دس افراد کی کفالت کرتا ہے اور اگر یہ دو ہاتھوں یا شفٹوں میں چلتا ہے تو اس تعداد کو دوگنا کرلیں، اس طرح سے کروڑوں افراد کی پرورش اس روزگار سے وابستہ ہے۔ پھر یہ کروڑوں افراد سیاسی پارٹیوں کے ووٹ بینک بھی بنتے ہیں، تو جو حکومت اس کو منسوخ کرنے کی جرأت کرے تو وہ کروڑوں ووٹوں سے بھی محروم ہوجائے گی۔ اس طرح یہ ایک حساس سیاسی مسئلہ بھی ہے۔ بہر حال مفتی صاحب کا ڈرائیور مزدحم اور ٹریفک جام سڑکوں پر بہت تیز رفتاری، لیکن نہایت ہوشیاری کے ساتھ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے نہ جانے کس طرح ان کے آگے پیچھے، دائیں بائیں گزرتے اور نکلتے ہوئے سائیکل رکشوں اور بیل گاڑیوں اور آٹو رکشوں سے بچا کر سب سے آگے نکل جاتا ہے (جاری ہے)

معارفِ کتب

''فنِ شاعری اور حسان الہند'' کا علمی اور تحقیقی جائزہ

قاضی عبدالدائم دائم ☆

[اگر کوئی فاضل استدلال کے ساتھ قاضی صاحب سے اختلاف کرنا چاہیں تو معارف رضا کے صفحات حاضر ہیں۔]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی شخصیت اتنی رفیع وضیابار ہے کہ متنبی کے اس شعر کا حقیقی مصداق ہے

كَالشَّمْسِ فِيْ كَبِدِ السَّمَاءِ وَ ضَوْءُ هَا
يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّ مَغَارِبًا

جیسے سورج، کہ رفعت و بلندی کے اعتبار سے آسمان کے وسط میں دکھائی دیتا ہے مگر اس کی روشنی مشرق و مغرب کے تمام شہروں کو ڈھانپ لیتی ہے۔

الحمدللہ کہ آسمان علم وفضل کے اس شمس تاباں اور مہر درخشاں کی روشنیاں افق تا افق پھیل رہی ہیں اور ارباب کمال کے اذہان و قلوب کو ضیاء وجلا بخش رہی ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس آفتاب عالمتاب سے پھوٹنے والی کرنوں کو پہلے خود اپنے دیدہ ودل میں اتارتے ہیں، پھر انہیں نہایت خوبصورت انداز میں سمیٹ کر دنیا کے سامنے ایسے طریقے اور سلیقے سے پیش کرتے ہیں کہ معمولی پڑھا لکھا قاری بھی ان کی روشنی میں نہا جاتا ہے۔

ایسے ہی ایک بخت ور علامہ عبدالستار ہمدانی بھی ہیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت کی شاعری اور اس میں پائے جانے والے صنائع بدائع کا ایسا بھرپور اور جامع جائزہ پیش کیا ہے کہ آدمی اَش اَش کر اُٹھتا ہے اور لبوں سے بے اختیار داد وتحسین کی برسات ہونے لگتی ہے۔

صناعات فن شاعری کی توضیح وتشریح اور ہر صنعت میں دیگر شعراء سے اعلیٰ حضرت کی برتری وبالاتری جس طرح دلائل وبراہین سے ثابت کی ہے، اس سے علامہ ہمدانی کی غیر معمولی وسعتِ مطالعہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے؛ تاہم ضروری نہیں کہ ہر وسیع المطالعہ شخص اپنے نتائجِ مطالعہ کو دوسروں تک پہنچانے؛ بلکہ ان کے دلوں میں اُتارنے کا ڈھنگ بھی جانتا ہو۔ ہاں، علامہ ہمدانی میں یہ خوبی بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے حسنِ بیان سے قاری کا دل موہ لیتے ہیں اور انتہائی گنجلک، مغلق اور پیچیدہ مسائل کو اتنا آسان، سہل اور سادہ بنا دیتے ہیں کہ پڑھنے والے کا سینہ پوری طرح کھل جاتا ہے اور اس کے ذہن میں ذرا سا ابہام بھی باقی نہیں رہتا۔

صناعات کے علاوہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے اشعار میں پائی جانے والی بعض مشکل تراکیب کی بھی اتنی عمدہ تشریح کی ہے کہ شاید ہی کوئی کر سکے۔ مثلاً اعلیٰ حضرت کا ایک شعر ہے:-

صاف شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
''خط توام'' میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

☆ (سجادہ نشین، خانقاہ نقشبندیہ، مجددیہ، ہری پور ہزارہ)

اس شعر کو کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا جب تک یہ نہ جان لے کہ ''خط توام'' کیا چیز ہے؟ اور خط توام کی حقیقت جاننے کے لئے بہرحال علامہ ہمدانی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جنہوں نے لفظوں، نقشوں اور مثالوں کی مدد سے اس کا مفہوم ایسا واضح کیا ہے کہ آدمی جھوم اُٹھتا ہے اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ جو قارئین اس شعر کو سمجھنا چاہتے ہوں وہ اس کتاب کے ص ۲۳۸-۲۴۱ کا ضرور مطالعہ کریں۔

دعا ہے کہ علامہ ہمدانی کی اس کتاب کو بارگاہِ الٰہی سے، دربارِ رسالت سے اور آستانہ اعلیٰ حضرت سے سندِ قبول بدرجۂ ممتاز حاصل ہو اور عوام وخواص، سب کی جانب سے اسے بھرپور پذیرائی ملے۔

دورانِ مطالعہ چند فروگزاشتیں نظر میں آئی ہیں جو پیشِ خدمت ہیں۔

۱---ص ۱۲۰، شعر ۲۵

لُـحْـتَ فَلَاحَ الْفَلَاحْ　　رُحْـتَ فَـرَاحَ الْـمَـرَاحْ
عُـدْ لِيَـعُـوْدَ الْهِـنَـا　　تم پہ کروڑوں درود

اس شعر کو صنعت اقتباس کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے، حالانکہ یہ عربی جملے نہ تو آیات ہیں، نہ احادیث؛ بلکہ اعلیٰ حضرت کے اپنے الفاظ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ شعر صنعت تلمیع کا ایک شہ پارہ ضرور ہے اور اس کے پہلے مصرعے میں تجنیس کی بھی ایک دنیا آباد ہے مگر صنعت اقتباس سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

عربی نہ جاننے والے قارئین کے لئے شعر کا خوبصورت مفہوم پیشِ خدمت ہے۔

(یارسول اللہ!) آپ جلوہ گر ہوئے تو کامیابی ظاہر ہوگئی، آپ چلدیئے تو ہر خوشی ہم سے روٹھ گئی، براہ کرم لوٹ آیئے، تاکہ ہماری خوشیاں بھی واپس آجائیں۔ آپ پر کروڑوں درود ہوں۔

۲---ص ۱۴۸ پر شعر ۸ اور ۹ کو صنعتِ تلمیع کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان میں تلمیع بھی پائی جاتی ہے مگر میرے خیال میں یہ صنعتِ اقتباس سے زیادہ ہم آہنگ ہیں کیونکہ نمبر ا میں جو عربی مصرعہ ہے وہ مکمل قرآنی آیت ہے اور نمبر ۹ والا عربی مصرعہ آیت کا ایک حصہ ہے۔

۳---ص ۲۹۹ پر اعلیٰ حضرت کے شعر

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے اَلْـمِـنَّـةُ لِلّٰـه محفوظ

کی تشریح کرتے ہوئے ''بیجا'' کے بارے میں فیروز اللغات کے حوالے سے لکھا ہے:-

''بیجا = ایک ڈراؤنی شکل کا کاغذی چہرہ جسے بچے منہ پر رکھ کر ڈراتے ہیں۔''

پھر اس معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے شعر کا مطلب یوں بیان کیا گیا ہے۔

''یعنی میں اپنے کلام سے مسرور ہوں کیونکہ اس راہ میں جو ڈراؤنی صورت پیش آتی ہے، اس سے اللہ کا شکر ہے کہ میں حفاظت کیا گیا ہوں۔''

یہ معنی تو تب درست ہوتے جب دوسرے مصرع میں ''ہے'' کے بجائے ''ہوں'' ہوتا، یعنی اعلیٰ حضرت اپنے بارے میں کہتے کہ اَلْـمِـنَّـةُ لِلّٰـه میں ''بیجا'' سے، یعنی ڈراؤنی صورت پیش آنے سے محفوظ ہوں ــــ

(باقی آئندہ)

دینی، تحقیقی وملی خبریں

بریلی شریف میں شرعی کونسل کا پہلا فقہی سیمینار

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی وجہ سے شہر ''بریلی'' کو جو تشخص حاصل ہے وہ اپنوں، بیگانوں سب پر عیاں ہے، یہاں سے امام المتکلمین کے والد ماجد کے دور سے ہی قوم مسلم کو درپیش مسائل کی رہنمائی کی جاتی رہی ہے جو اب تک جاری وساری ہے اسی فیضان کو عوام وتام کرنے کے لئے استاذنا الکریم فقیہہ اعظم تاج الشریعہ حضرت علامی مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری متعنا اللہ بطول حیاتہ نے ''شرعی کونسل آف انڈیا'' قائم فرمایا جس کا پہلا کامیاب فقہی سیمینار ۱۶/۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/۳ ستمبر ۲۰۰۴ء کو چار عنوان (نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، اجارہ تراویح، سفر میں جمع بین الصلاتین، طلاق مغلظہ) پر مشتمل منعقد ہوا۔

عنوانات پر بحث کے لئے چار نشستیں منعقد ہوئیں۔ ان چاروں نشستوں کی سرپرستی امین ملت حضرت مولینا ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ اور حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں صاحبان نے فرمائی اور تلاوت کلام پاک قاری محمد نعیم الدین استاذ جامعۃ الرضا نے کی، اور بارگاہ رسالت میں نعت پاک مولینا محمد جمیل احمد وجامعۃ الرضا کے ایک طالب علم نے پیش کی۔ خطبہ، استقبالیہ شہزادہ تاج الشریعہ مخدوم گرامی حضرت مولینا محمد عسجد رضا صاحب نے دیا اور خطبۂ صدارت حضور تاج الشریعہ مدظلہ کے طرف سے حضرت مفتی مولینا محمد شعیب رضا صاحب نے پڑھا۔

مذکورہ عناوین پر طویل غور وفکر اور بحث وتحقیق کے بعد ''شرعی کونسل'' کے فیصل بورڈ نے بااتفاق رائے تین عنوان پر شرعی فیصلہ صادر فرمایا اور سفر میں جمع بین الصلاتین پر مزید غور وفکر کے لئے اگلے سیمینار تک ملتوی کر دیا۔ ان سب کی تفصیلات ''ماہنامہ سنی دنیا'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

راقم الحروف محمد یونس رضا، مولینا محمد سلمان رضا، مولینا نشتر صاحب، مولینا شہاب الدین، مولینا مطیع الرحمٰن، مولینا محمد کوثر، مولینا محمد جمیل قادری، محمد شاہد رضا وحافظ غلام مرتضیٰ اور انجینئر برہان علی وانجینئر محمد رفیق نوری صاحبان وغیرہ نے پوری دل جمعی ودل چسپی کے ساتھ سیمینار کے انتظام وانصرام میں حصہ لیا۔

پروگرام اور شرکاء ومندوبین سیمینار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/ستمبر ۲۰۰۴ء، بروز جمعرات

نشت اول: صبح ساڑھے آٹھ بجے سے دو بجے دوپہر۔

صدارت: حضرت صدر العلماء علامہ محمد تحسین رضا صاحب شیخ الحدیث جامعہ نوریہ بریلی شریف

نظامت: حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب مضطر، جامعہ حضرت بلال بنگلور۔

شرکاء ومندوبین:۔

☆ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب، بانی جامعہ امجدیہ گھوسی

☆ حضرت علامہ عاشق الرحمٰن صاحب، جامعہ حبیبیہ الہ آباد

☆ حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب بستوی، بریلی شریف

☆ حضرت علامہ خواجہ محمد مظفر حسین صاحب، (جرہ) فیض آباد

☆ حضرت مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی، جامعہ نعیمیہ، مرادآباد
☆ حضرت مفتی محمد شبیر حسن صاحب رضوی، جامعہ اسلامیہ روناہی
☆ حضرت مفتی محمد مظفر حسین صاحب رضوی، بائسی پورینہ بہار
☆ حضرت مفتی محمد اختر حسین صاحب رضوی، دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی
☆ حضرت مفتی محمد قدرت اللہ صاحب رضوی، تنویر الاسلام امرڈوبھا
☆ حضرت مفتی محمد ابرار صاحب امجدی، ارشد العلوم اوجھا گنج
☆ حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
☆ حضرت مفتی محمد معراج القادری، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
☆ حضرت مفتی جمال مصطفیٰ صاحب، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
☆ حضرت مفتی محمد نفیس عالم صاحب، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
☆ حضرت مفتی قاضی فضل احمد صاحب، ضیائے العلوم بنارس
☆ حضرت مفتی رحمت اللہ صاحب، ضیاء العلوم بھدوہی
☆ حضرت مفتی آل مصطفیٰ صاحب، جامعہ امجدیہ، گھوسی
☆ حضرت مفتی ابوالحسن صاحب، جامعہ امجدیہ، گھوسی
☆ حضرت مفتی محمد مظفر حسین صاحب، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد حبیب رضا صاحب، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف
☆ محمد یونس رضا، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی نشتر فاروقی صاحب، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد شعیب رضا صاحب، اسلامی مرکز دہلی
☆ حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب، جامعہ نوریہ، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد حنیف صاحب رضوی، جامعہ نوریہ، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رضوی، جامعہ نوریہ، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد صغیر اختر صاحب، جامعہ نوریہ، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد سلمان رضا صاحب، جامعہ نوریہ، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن نظامی، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد جمیل احمد صاحب، بریلی شریف
☆ حضرت مفتی محمد بہاء المصطفیٰ صاحب، منظر اسلام بریلی
☆ حضرت مولینا محمد علی جناح حبیبی، اڑیسہ
☆ حضرت مولینا محمد عبدالوحید صاحب رضوی، بریلی شریف
☆ حضرت مولینا محمد مبشر رضا صاحب، بہار شریف
☆ حضرت مولینا محمد شکیل احمد صاحب، بریلی شریف

ان حضرات کے صرف مقالات پہنچے:

(۱) حضرت مفتی محمد شفیق احمد صاحب، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد
(۲) حضرت مفتی نظام الدین صاحب، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
(۳) حضرت مفتی ولی محمد صاحب، باسنی، ناگور
(۴) حضرت مفتی شیر محمد صاحب، دارالعلوم اسحاقیہ......
(۵) حضرت مفتی عالمگیر صاحب، دارالعلوم اسحاقیہ......

شرعی کونسل کے تین عنوان کا متفقہ شرعی فیصلہ ملاحظہ فرمائیں

سیمینار مورخہ ۱۶ ؍رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲ ؍ستمبر ۲۰۰۴ء
نشست اول، دوم۔ عنوان نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(الف) فیصلہ درباۂ نماز میں لاوڈ اسپیکر کا استعمال

(۱) لاوڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز نہیں ہے، اس لئے

محض لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز پر اقتدا اہم احناف کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ بالفرض یہ آواز ماہیت کے اعتبار سے متکلم کی آواز بھی ہو تو بھی حکماً یہ اصل آواز نہیں لہذا اب بھی محض اس آواز پر اقتدا درست نہیں ہوگی۔

(۲) جہاں کہیں نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر لوگ جبر کریں وہاں مکبرین کا بھی انتظام کیا جائے اور مقتدیوں کو مسئلہ کی صورت سے آگاہ کرتے ہوئے ہدایت کی جائے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء نہ کرکے مکبرین کی آواز پر اقتداء کریں۔

(۳) اسی طرح مکبرین کو بھی ہدایت کی جائے کہ وہ بھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء نہ کریں۔

(۴) کہیں مکبر مقرر کرنے کی بھی صورت نہ بنے تو امام مسئلہ بتادے وہ اس بنا پر امامت سے مستعفی نہ ہو۔

نشست سوم: عنوان اجارۂ تراویح

(ب) فیصلہ در بارۂ اجارۂ تراویح

(۱) اصل مذہب کے مطابق تراویح میں تلاوت قرآن پر اجرت لینا، دینا ناجائز وحرام ہے۔ خواہ اجرت معلوم ہو یا مجہول ہو، ہاں یہ صورت اپنائی جائے، کہ تراویح پڑھوانے والے، پڑھنے والے حفاظ کو معین وقت اور معین اجرت پر اجیر رکھ لیں، مثلاً یہ کہیں کہ سات بجے شام سے ۱۱ بجے رات تک اتنے دنوں کے لئے پانچ ہزار روپے پر آپ کو اجارہ میں لیا اور حافظ کہے کہ میں نے قبول کیا اور حافظ سے تراویح پڑھوا کر اسے مقررہ اجرت دی جائے اس کے بعد کچھ لوگ اپنے طور پر نذرانہ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں اس میں حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

(۲) مسجد کے معین امام کو بھی فرض عشاء کے بعد مثلاً ۹ر بجے سے ۱۱ر بجے رات تک بطور اجیر مقرر کیا جائے پھر ان سے تراویح پڑھوایا جائے تو جائز ہے اس طرح وقت خاص کی جو اجرت طے ہوگی معین امام کے لئے لینا جائز ہوگا۔

(۳) مذکورہ بالا حکم حافظ سامع (جو لقمہ دینے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں) ان کے لئے بھی ہے۔

شرعی کونسل بریلی شریف کے فقہی سیمینار کا ایک اہم فیصلہ

فیصلہ در بارۂ طلاق

ہندوستان کے اسی فیصد سنی حنفی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم شرعی کونسل بریلی شریف کا یہ فقہی اجلاس اس طے شدہ امر پر اتفاق کرتا ہے کہ ایک نشست میں تین طلاق تین ہی واقع ہوں گی حدیث صحیح مرفوع سے یہی ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس پر صحابہ کرام کا اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے اس وقت سے لے کر آج تک تمام امت اجابت کا اس پر اجماع و عمل ہے مسلم پرسنل لاء بورڈ یا اور کسی تنظیم کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ وہ اجماعی مسئلہ میں کوئی تبدیلی کرے اور نہ ہی وہ مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم یا نمائندہ بورڈ ہے۔

البتہ عوام کو یہ تنبیہ کی جاتی ہے کہ طلاق دینے میں عجلت سے کام نہ لیں اور بوقت ضرورت ایک طہر میں ایک سے زیادہ طلاق ہرگز نہ دیں۔

(ان فیصلوں پر جملہ مندوبین کے دستخط ہیں)

محمد یونس رضا اویسی رضوی

رکن شرعی کونسل بریلی شریف۔

دورونزدیک سے

راجارشید محمود (مدیراعلیٰ ماہنامہ ''نعت'' لاہور)

شکرگزار ہوں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) سے ''فن شاعری اورحسان الہند'' کا عظیم تحفہ مجھ تک پہنچا۔مکرم مصروف برکاتی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے درست سمت میں نہایت قابل قدرکام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایک ادنیٰ نام لیوا ہونے کی حیثیت سے جہاں مجھے یہ کام دیکھ کر بے پایاں مسرت ہوئی ہے اورآپ سب حضرات کے لئے دل سے دعائیں نکلی ہیں، وہاں اس خیال سے کہ اس کام میں کسی طرح بھی کوئی خامی نظرنہیں آنی چاہئے چندگزارشات کرنا چاہتا ہوں۔اگران میں سے کوئی قابل قبول ہوتوضرور اس پرتوجہ دی جائے۔

(۱) کتاب کے نام میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو''حسان الہند'' لکھا گیاہے جو

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگ حسان عرب

کہنے والی ہستی کے ذوق سلیم، ذوق محبت وعقیدت اور ذوق احترام صحابہ کے مطابق نہیں۔

(۲) فاضل محقق ومصنف آئندہ ایڈیشن میں، صنعتوں کی تعریف کے لئے''فیروز اللغات'' پرانحصار نہ کریں بلکہ بحرالفصاحت، مفتاح البلاغت، احسن القواعد، حدائق البلاغت سفیرسخن وغیرہ کتابوں سے رجوع فرمائیں۔

(۳) خاص طور سے صنعت اقتباس اور تضمین کی تعریف پر نظرثانی کریں۔

(۴) دیکھ لیں کہ ''تشبیب'' کوصنعت کہا بھی جاسکتا ہے یانہیں۔

(۵) تجنیس ناقص اور مقلوب کل کی تعریف درست نہیں لہذا مثالیں بھی صحیح نہیں۔

(۶) باب۵''اقسام'' نہ بھی ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔

(۷) ''حضرات رضا کے ایک شعر پراعتراض'' والا باب یاتو حذف کردیا جائے یااس میں بہت زیادہ اضافے کئے جائیں۔

(۸) علوم وفنون میں حضرت رضا کی مہارت اور کلام رضا میں ان کا استعمال، تشنگی کا احساس دلاتا ہے۔اس موضوع پرتو پوری کتاب لکھی جانی چاہئے۔موجودہ باب سے اعلیٰ حضرت کا صحیح تعارف نہیں ہوتا۔

(۹) فاضل محقق اپنی آئندہ کتاب''عرفان رضا درمدح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کوبھی میری گزارشات کی روشنی میں دوبارہ دیکھ لیں تاکہ غلطی، خامی یاتسامح کی گنجائش نہ رہے۔

رب کریم آپ لوگوں کی مخلصانہ مساعی کوجوفاضلانہ اساس رکھتی ہیں، شرف قبول بخشے اورمزید توفیقات سے نوازے۔

افتخار عارف (ستارۂ امتیاز) صدرنشین اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد

مرسلہ شمارہ ''معارف رضا'' ستمبر۲۰۰۴ء موصول ہوا۔آپ کی عنایت اورنوازش خاص کہ آپ یادرکھتے ہیں، توجہ فرماتے ہیں اور رسالہ بھیجنے کی زحمت کرتے ہیں۔ان شاء اللہ استفادے کی صورتیں نکلیں گی۔میں اپنی اوراکادمی ادبیات پاکستان کی طرف سے آپ کا احسان مند ہوں۔آپ ہمیں سلوک اوراحسان رکھنے والوں می پائیں گے۔امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

ذکر وفکر رضا..........جرائد و رسائل میں

مرتبہ: حکیم قاضی عابد جلالی

☆............افکار معارف رضا اپریل تا جون (سالنامہ) ۲۰۰۴ء

کنزالایمان کی امتیازی خصوصیات — ڈاکٹر مجید اللہ قادری — ش ۲۴ ، ص ۱۰

ہدیۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ ایک جائزہ — مولانا عبدالسلام رضوی — ش ۲۴ ، ص ۷۲

اسلامی اخلاقی قدروں کی آبیاری میں امام احمد رضا کا حصہ — علامہ محمد حنیف رضوی — ش ۲۴ ، ص ۷۲

امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق — صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری — ش ۲۴ ، ص ۶۹

☆............ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی (انڈیا) اپریل ۲۰۰۴ء

امام احمد رضا کا محدثانہ مقام — علامہ مبارک حسین مصباحی — ج ۸ ، ش ۴ ، ص ۲۸

☆............ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف (انڈیا)

ملفوظات اعلیٰ حضرت — محمد احسن رضا قادری — ج ۴۴ ، ش ۸ ، ص ۱۷

کلام الامام امام الکلام — امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ — ج ۲۴ ، ش ۸ ، ص ۴

☆............ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، مارچ ۲۰۰۴ء

نغمات رضا (تضمین پر کلام رضا) — محمد حفیظ نیازی — ج ، ۴۶ ، ش۳ ، ص ۴

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی اعظم کے چند واقعات — صاحبزادہ محمد داؤد رضوی — ج ۴۶ ، ش ۳ ، ص ۲۱

☆............ماہنامہ المظہر ، کراچی اپریل ۲۰۰۴ء

اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام — نوشین معراج صدیقی — ج ۳ ، ش ۲۶ ، ص ۲۸

امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی مقالات کی فہرست — صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری — ج ۳ ، ش ۲، ص ۳۰

☆............ماہنامہ فیض عالم، بہاولپور، اپریل ۲۰۰۴ء

آفتاب آمد دلیل آفتاب (اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام) — پروفیسر انوار احمد زئی — ج ۱۵ ، ش ، ۱۱ ، ص ۶

☆............ماہنامہ تحفظ اسلام، کراچی مارچ اپریل ۲۰۰۴ء

ایشیا کا عظیم محقق ومحدث امام احمد رضا علیہ الرحمہ — پروفیسر انوار احمد زئی — ش ، مارچ اپریل ۲۰۰۴ء، ص ۲۱

☆............ماہنامہ آستانہ، کراچی مئی ۲۰۰۴ء

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی — حافظ ظہور خاں — ج ۱۳ ، ش ۴ ، ۵، ص ۲۳

☆............ماہنامہ الحقیقہ ،نقش لاثانی نگر، شکرگڑھ، اپریل ۲۰۰۴ء

امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات — ڈاکٹر مسعود احمد — ج ۴ ، ش ۶ ، ص ۳۵

بیاد مجلس احمد رضا — مولانا مصطفیٰ رضا خان — ج ۴ ، ش ۷۶ ، ص ۴۲

تبصرہ نگار: ابو اویس صابری

''عظیم مبلغ اسلام''

حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی القادری المدنی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: ڈاکٹر محمد یونس قادری

پبلشرز: وومن اسلامک مشن، گلشن اقبال کراچی

صفحات: ۶۷۲

قیمت ۴۰۰ روپے

نسل انسانی کی طویل تاریخ اپنے دامن میں ہزاروں ایسی مثالی شخصیات کو محفوظ کئے ہوئے ہے جن کے وجود با مسعود سے دنیائے رنگ و بو میں عالم انسانیت کو فلاح کی توفیق حاصل ہوئی۔ ایسی مغتنم روزگار ہستیوں کے انسانی خدمت کے حوالے سے مختلف جہات عمل و فکر اور جہاں تگ و دو ہوتے ہیں۔ دینی حوالہ سے دیکھا جائے تو ائمہ کرام، محدثین عظام فقہا اور صوفیا کی ایک کثیر تعداد مصروف علم و عمل نظر آتی ہے۔ یہ بھی تمام قدسی صفات ہستیاں محترم و لائق تعظیم و توقیر ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی خدمت اور رہنمائی کے لئے منتخب فرماتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی عالم اسلام کی ان شخصیات میں سے تھے جن کے زریں کارنامے ہمیشہ تابندہ رہیں گے اور کاروان انسانیت ان سے رہنمائی حاصل کرتا رہے گا۔

وہ عالمی مبلغ اسلام تھے اور ایک مبلغ کی تمام خصوصیات مثلاً دل آویز انداز خطاب، ایمان افروز تحریر پاکیزہ کردار، شیریں گفتار اور مضبوط قوت استقلال سے قدرت فیاض نے انہیں خوب نواز رکھا تھا۔ وہ اسلام کے ابدی ولازوال پیغام کو لے کر دنیا کے ہر خطے میں پہنچے اور ایک انداز کے مطابق تقریباً نصف لاکھ سے زائد افراد کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر مشرف بہ اسلام کیا۔

قیام پاکستان کی تاریخ کا اگر بہ نظر غائر مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ برصغیر کی تحریک آزادی میں علمائے اہلسنت کا کردار بڑا مثبت، تعمیری اور ناقابل فراموش ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی فکر اجاگر کرنے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے خلفاء نے بڑا مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی تحریک پاکستان کے سلسلے میں مساعی جمیلہ زریں حروف سے لکھنے کے لائق ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح کے ایما پر علامہ صدیقی نے انگلینڈ اور مصر میں نظریہ پاکستان کی اتنی موثر انداز میں وکالت کی کہ عرب علماء وعوام تہہ دل سے پاکستان کے مطالبے کی حمایت پر آمادہ ہوگئے۔ اس ضمن میں آپ نے کئی عرب لیڈروں سے مل کر اپنے موقف کو واضح کیا۔

ہم ادارہ خواتین اسلامی مشن پاکستان کے زیر اہتمام خصوصی مجلّہ ''عظیم مبلغ اسلام'' کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس دارفانی سے کوچ کرنے کے پچاس سال گزرنے پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کی یہ سعی قابل تحسین ہے۔

مولا کریم خواتین اسلامی مشن پاکستان کی بانی و سربراہ، خصوصی مجلّہ کی نگران اعلیٰ محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صاحبہ، نگران ثانی پروفیسر محمد احمد صدیقی اور مدیر اعلیٰ فاضل نوجوان ڈاکٹر محمد یونس قادری ودیگر اراکین کی اس ملی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

پیغامِ رضا امتِ مسلمہ کے نام

فروغ تعلیم اور امتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کیلئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱......عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں؛

۲......طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں؛

۳......مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں؛

۴......طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے؛

۵......ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و واعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں؛

۶......حمایتِ مذہب و ردِّ بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں؛

۷......تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیئے جائیں؛

۸......شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعِظ یا مُناظِر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کیلئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں؛

۹......جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں؛

۱۰......آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں؛

حدیث کا ارشاد ہے کہ: ”آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا“

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

﴿فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد نمبر ۱۲، صفحہ ۱۳۳﴾